T01–05Mar2026 Imran/ED: Irum 12:00 pm

THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday the March 05, 2026
(359th Session)
Volume XV, No.06
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume XV	SP.XV (06)/2026
No.06	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Point of order raised by Senator Anusha Rahman Ahmad Khan regarding Private Member's Bills relating to establishment of Universities 2
3. Questions and Answers 4
4. Leave of Absence 25
5. Motion under Rule 194(1) moved by Chairman of the Standing Committee on Housing and Works regarding name and address of the retired Government officers currently occupying Government accommodation in Islamabad 26
6. Introduction of [The Federal Public Service Commission (Amendment) Bill, 2026] 28
7. Motion under Rule 263 for Dispensation of Rules 29
8. Introduction of [The National Accountability (Amendment) Bill, 2026] 30
9. Consideration and Passage of [The National Accountability (Amendment) Bill, 2026] 31
   - Senator Syed Ali Zafar 33
   - Senator Muhammad Ishaq Dar, Leader of the House 36
   - Senator Syed Ali Zafar 39
   - Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House 43
   - Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition 45
   - Senator Kamran Murtaza 52
   - Senator Azam Nazeer Tarar 54

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Thursday, the March 05, 2026

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at twelve in the noon with Mr. Presiding Officer (Senator Manzoor Ahmed) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝١٥٣ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ
بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝١٥٤ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ
الصّٰبِرِيْنَ ۝١٥٥ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝١٥٦ ؕ اُولٰٓىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ
رَحْمَةٌ ۫ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝١٥٧

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوں اُن کو مردہ نہ کہو۔ دراصل وہ زندہ ہیں، مگر تم کو (اُن کی زندگی) کا احساس نہیں ہوتا۔ اور دیکھو ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور، (کبھی) خوف سے، اور (کبھی) بھوک سے، اور (کبھی) مال و جان اور پھلوں میں کمی کر کے۔ اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر کریں، اُن کو خوشخبری سنا دو۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اُن کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ 'ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے'۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اُن کے پروردگار کی طرف سے خصوصی عنایتیں ہیں، اور رحمت ہے۔ اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں۔ سورۃ البقرۃ (آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلحہ صاحب آپ بیٹھیں، میں بتاتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: صحیح ہے طلحہ صاحب۔ ان شاء اللہ اگلی دفعہ time سے شروع ہوگا۔ بہت شکریہ۔ جی انوشہ رحمان صاحبہ۔

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: بہت شکریہ۔ چیئرمین صاحب، میں ایوان کی توجہ آج کے DAWN کی report کی طرف مبزول کروانا چاہتی ہوں۔

(جاری-----T02)

T02-05March2026 Abdul Ghafoor/ED: Shakeel 12:10 PM

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: (جاری----) جی، سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان صاحبہ۔

<u>Point of order raised by Senator Anusha Rahman Ahmad Khan regarding Private Member's Bills relating to establishment of Universities</u>

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! ۔ میں ایوان کی توجہ آج کے Dawn کی رپورٹ کی طرف مبذول کروانا چاہ رہی ہوں۔ ہائیر ایجوکیشن کمیشن نے اسپیکر اور چیئرمین سینیٹ کو ایک خط لکھا ہے اور انہوں نے اسپیکر اور چیئرمین سینیٹ کو گزارش کی ہے not to entertain legislative proposals concerning establishment of universities before clearance from Commission. HEC کا خط دونوں Houses کے Heads کو آیا ہے۔ اس کے باوجود ہمارے agenda کے اوپر Private Member تین Universities کے Bills لگے ہوئے ہیں۔ جس میں دو Private Universities Bills کے Private Members نے move کیے ہیں۔

آپ HEC کے regulations کو دیکھیں اس کا regulation کہتا ہے کہ اگر HEC سمجھتا ہے کہ کوئی university کا قیام ہونا چاہیے تو انہوں نے کچھ parameters سیٹ کی ہیں، وہ parameters کو جا کر visit کرتے ہیں اور اگر pre-requisites پورے ہوتے ہیں پھر HEC recommend کر سکتی ہے relevant legislature کو کہ آپ اس کا Charter pass کر دیجئے۔ سینیٹ میں اس وقت آج کے دن یہ ہو رہا ہے کہ ایک University کا Charter National Assembly سے tentatively Private Member نے move کیا ہے۔ اس Charter کے اوپر آج ہمیں Private Member Bill کے اوپر ٹھپا لگانے کے

لیے ہمارے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ جب میں نے اپنی پارٹی قیادت سے پوچھا کہ جی ہمارے لیے اس پر کیا حکم ہے تو انھوں نے کہا کہ حکومت کا یا ہمارا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ یہ طریقہ کار ہی سرے سے غلط ہے۔

جناب چیئرمین! میری آپ سے گزارش ہے کہ جو طریقہ کار ہے... دیکھئے، اسلام آباد میں اتنی زیادہ Universities کی کیا ضرورت پیش آ گئی؟ Private Member کو یہ کیا... جن لوگوں نے Bills move کیے ہیں ان کی اپنی Universities ہیں۔ یہ کن لوگوں کے کہنے پر Charters لے کر آ رہے ہیں؟ جو ممبرز اس وقت یہاں پر Bills کو move کر رہے ہیں، ان کا شاید directly Universities سے کوئی لینا دینا بھی نہیں ہے۔

So why are they being used proxies? When it is the responsibilities of Higher Education Commission to connect with the legislature and define that the parameters have been fully complied with and there is a need for a university.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ جی۔ آپ کا point آ گیا۔ کھمرو صاحب پلیز۔ سینیٹر صاحب پلیز آپ مجھے سن لیں۔ بہت شکریہ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلال صاحب۔ سینیٹر صاحب پلیز آپ مجھے سن لیں۔ سینیٹر صاحب آپ چلنے تو دیں، اس پر بات آ جائے گی۔ طلال صاحب آپ بیٹھیں پلیز۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: قادر صاحب پلیز بیٹھیں۔ آپ مجھے سن لیں۔ قادر صاحب پلیز بیٹھیں۔ قادر صاحب مجھے start کرنے... اس کے بعد پھر ہم لے لیں گے۔ پلیز سینیٹر صاحب آپ چلنے دیں۔ بہت شکریہ۔ بالکل آپ کا point universities کے حوالے سے آیا ہے۔ ایوان میں Bill لے کر آنا ہر ممبر کا حق بھی ہے۔ اسی لیے اس کو کمیٹی میں بھیجا جاتا ہے تاکہ اس پر سراسر بحث ہو۔ اس کے بعد جو بھی ہو گا وہ آ جاتا ہے۔ جی منسٹر صاحب پلیز۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: (وزیر برائے پارلیمانی امور) بہت شکریہ، جناب چیئرمین! میں اس پر بڑا briefly عرض کرنا چاہوں گا کہ یونیورسٹیوں کے Charter Bills قومی اسمبلی اور سینیٹ میں بھی present ہوتے ہیں۔ ان کو Private Members present کر رہے تھے۔ یہ practice جاری تھی خاص طور پر اس میں ہمیں صدر صاحب کا بھی ایوان صدر سے concern آیا ہے کہ اسلام آباد میں صرف وہ Bills present ہونے چاہئیں جو ہماری پارلیمنٹ میں اسلام آباد کی یونیورسٹیوں سے related ہوں۔ اس سے پہلے Bills present ہوتے رہے ہیں جو provincial universities تھیں۔ ان کے Bills بھی یہاں پر وفاقی حکومت کے domain میں legislate ہوتے رہے ہیں اور Charters دیئے گئے۔

اس میں کچھ discrepancies بھی تھیں جس کی وجہ سے وزیر اعظم صاحب نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جسے اس وقت Deputy Prime Minister head کر رہے ہیں۔ یہ ایک formation بنی ہے کہ جب بھی کوئی Bill یہاں پر Charter کے لیے present ہوگا اس کمیٹی سے Vet ہو کر پھر آئے گا۔ یہ ایک process ہے ہم اس کو follow کر رہے ہیں۔

Questions and Answers

Mr. Presiding Officer: Thank you. Question Hour. Question No.10, Senator Abdul Shakoor Khan.

(Q.No.10)

Mr. Presiding Officer: Any supplementary?

سینیٹر عبدالشکور خان: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! میرا سوال وزارت سے یہ تھا کہ تعطیلات کے دوران مکمل فیس وصول کی جاتی ہے تو والدین کی حالت ویسے بھی ملکی حالات کی وجہ سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔ اس میں وزارت نے جواب دیا ہے کہ چونکہ قانون میں کوئی شق نہیں ہے، ہم پوری فیس ہی وصول کریں گے۔ میری خواہش ہو گی کہ اس کو کمیٹی میں بھیج دیا جائے تاکہ اس میں سارے لوازمات دیکھیں جا سکیں۔

Mr. Presiding Officer: Yes, Minister concerned.

محترمہ وجیہہ قمر: (وزیر مملکت برائے تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت) جناب چیئرمین! دیکھیں private education کی regulatory authority ہے جس کے ambit میں اسلام آباد کے private schools آتے ہیں۔ ہمارے پاس 1552 schools registered ہیں school fees summer vacations ہے۔ ادارے rented buildings میں ہیں،

اس میں بجلی کے bills بھی شامل ہیں، اس میں باقی ان کے overheads ہیں۔ Teachers وہاں پر پڑھا رہی ہیں تین مہینے کے لیے... پورے academic year کے لیے بچے register ہوتے ہیں۔ اس کے بعد teachers کی salaries بھی اسی میں جاری ہوتی ہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ ان تین مہینے کے لیے بچوں سے fees نہ لی جائے لیکن باقی سکولز کے overheads, teacher salaries, bills ہیں وہ اسی طرح سے دیے جائیں۔ یہ کسی طرح سے بھی financially viable ہی نہیں ہے۔ اس میں آسانی پیدا کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ تین مہینے کی fees ہے اکٹھی نہ لی جائے۔ ایک ایک مہینے کی علیحدہ علیحدہ لی جائے ان کو instructions دی گئی ہیں کہ اس پر عمل کر رہی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، منسٹر صاحب۔ پلیز۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب چیئرمین! ایک منٹ کے لیے میں گزارش کروں گا کہ جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے ایوان کو brief کیا ہے کہ ان universities کے حوالے سے وزیراعظم صاحب نے کمیٹی تشکیل دی ہے کہ دونوں Houses سے Bills vet ہو کر ایوان میں آیا کریں گے اور اس کمیٹی کو Deputy Prime Minister head کر رہے ہیں۔ میں brief کر چکا ہوں۔ ابھی میری Leader of the House سے اس بارے میں بات ہوئی ہے اور ان کی direction کے مطابق یہ تینوں Bills کو defer کرنے کی گزارش کر رہا ہو کہ اسے defer کر دیا جائے۔ اسی process کے ذریعے آئیں گے اس کے بعد پھر ان پر بات ہو گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، سینیٹر ضمیر حسین گھمرو صاحب۔

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: اچھی بات ہے حکومت نے کوئی اپنا procedure universities کے بارے میں کیا کیونکہ زیادہ Bills آ رہے تھے لیکن آپ پارلیمنٹ کوئی filter نہیں کر سکتے کہ Private Member Bill نہیں لا سکتا۔ جیسے ادھر کہا گیا کہ وہ proxies ہیں۔ ممبر کے بارے میں یہ الفاظ نہیں کہے جا سکتے کیونکہ legislation ممبر کا right ہے۔ کوئی بھی Private Member کوئی بھی Bill لا سکتا ہے۔ حکومت کے پاس اکثریت ہے Bill reject ہو جاتا ہے اگر صحیح نہیں ہوتا۔ میرے خیال میں پارلیمنٹ

پر کوئی قدغن نہیں لگائی جاسکتی۔ حکومت کا اپنا procedure ہے جو اچھی بات ہے۔ میرے خیال میں یہ الفاظ بولنا پارلیمنٹ کے بارے میں یا کسی کے Bill کے بارے میں مناسب نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، گھمرو صاحب ہر ممبر کا حق ہے۔ سینیٹر عبدالشکور خان صاحب اگر آپ کہتے ہیں جیسے کمیٹی اس پر بنائی گئی ہے جب کمیٹی بن چکی ہے پھر اس کو اگر ہم...

سینیٹر عبدالشکور خان: بالکل اگر کمیٹی بن چکی ہے مجھے بھی اس میں بلالیں۔ میں بھی اس میں آجاؤں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، بالکل متعلقہ منسٹر۔

سینیٹر عبدالشکور خان: ممبر اس میں آسکتا ہے کہ نہیں یا پھر کوئی special committee ہے۔

محترمہ وجیہہ قمر: Higher Education Institutions and universities کے لیے اس سوال کا کمیٹی سے کوئی تعلق نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس کو اگر کمیٹی میں refer کردوں؟

محترمہ وجیہہ قمر: جناب چیئرمین! ایشو ہی نہیں ہے جی، میں بھی یہی عرض کر رہی ہوں کہ Private Institutions تین مہینے کے لیے کیسے survive کریں گے اگر fees نہیں لیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ پھر ایسا کریں کہ معزز ممبر کو convince کرلیں اور اس کو مطمئن کرلینا۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: قادر صاحب Question Hour چل رہا ہے۔ نہیں، نہیں قادر صاحب پلیز مجھے ایوان کو چلانے دیں۔ مجھے question answer لینے دیں، اس کے بعد بے شک میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ قادر صاحب پلیز۔ جی، سینیٹر دنیش کمار صاحب supplementary, please.

سینیٹر دنیش کمار: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! منسٹر صاحبہ نے آپ کے توسط سے فرمایا کہ Private Schools کو regulate کرنے کے لیے ایک regulator body بنائی گئی ہے۔ ہمارے علم میں آیا ہے کہ اسلام آباد میں جتنے Private Schools مالکان ہیں اپنی من مانیوں سے fees کا اضافہ کرتے ہیں۔ (جاری۔۔۔T03)

T03-05March2026 Tariq/Ed: Iram. 12:20 pm

سینیٹر دنیش کمار۔۔(جاری) ایک ریگولیٹری باڈی بنائی گئی ہے۔ ہمارے علم میں آیا ہے کہ اسلام آباد میں جتنے پرائیویٹ سکول مالکان ہیں وہ اپنی من مانیاں کرتے ہوئے فیسوں میں اضافہ کرتے ہیں تو اس سلسلہ میں اس regulatory authority کا کیا کردار ہے اور کیا آپ نے ان چیزوں کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے اور اس کارروائی کے تحت کتنے سکولوں کو بند کیا گیا ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ وجیہہ قمر: جناب چیئرمین! جو courts orders اور regulatory authority rules ہیں ان کے تحت پانچ فیصد فیس بڑھائی جا سکتی ہے اور سکول اسی rules کو adhere کرتے ہیں اگر اس سے زیادہ ہو 8% تک maximum ceiling ہے جس کی regulatory authority سے اجازت لینی پڑے گی۔ اب اگر آپ کے علم میں کوئی سکول ہے تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کے خلاف کارروائی کریں کیونکہ ہمارے knowledge میں کوئی ایسا institution نہیں ہے جو کہ courts order and rules of regulatory authority کے مطابق کام نہیں کر رہا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ سوال نمبر ۳۲ سینیٹر عبدالشکور خان صاحب۔ سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب، جو member تھے ان سے میں کہا کہ وہ منسٹر صاحبہ سے consult کرلیں تو انہوں نے OK کر دیا۔ جی کامران صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: چلیں شکر ہے کہ بلوچستان نے بھی کوئی زیادتی کی ہے، اللہ کا شکر ہے ورنہ تو بلوچستان کے ساتھ ہی زیادتی ہوتی ہے۔ جناب ایسا ہے کہ عبدالشکور صاحب کا سوال سکول کی چھٹیوں میں بچوں کے والدین سے فیس وغیرہ وصول کرنے کے بابت تھا۔ اب فیس میں انہوں نے ایک تو تنخواہ دینی ہوتی ہے، تین ماہ جو چھٹیاں ہوتی ہیں ایک تو انہوں نے تنخواہ دینی ہوتی ہے، اس کے علاوہ متفرق اخراجات ہوتے ہیں۔

تنخواہ تو یقیناً یہ دیا کریں، متفرق اخراجات جو ہوتے ہیں اس حوالے سے بچوں کے والدین کو کوئی accommodate کیا جاسکتا ہے اور کیا انہیں accommodate کیا جاتا ہے یا نہیں کیا جاتا؟ یہ سوال ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ وجیہہ قمر: دیکھیں bills بھی دینے ہیں اور اب تو وہ سکولز commercial buildings declare ہوئی ہیں، ان کا کرایہ ہے، باقی ملازمین ہیں وہ تو اسی طرح سے کام کر رہے ہیں۔ جو رعایت دی گئی ہے وہ صرف یہ ہے کہ تین ماہ کی اکٹھی فیس دینے کی بجائے وہ ایک ایک ماہ کی علیحدہ علیحدہ دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ سینیٹر دوست محمد خان صاحب، ناراض ہو رہے ہیں، آپ بھی سوال پوچھ لیں، پھر کہیں گے کہ میں صرف بلوچستان کو موقع دے رہا ہوں، ہم چاہتے ہیں کہ سب کو موقع دیں۔

سینیٹر دوست محمد خان: جناب چیئرمین! میں چاہتا ہوں کہ آپ سب کو ایک ہی آنکھ سے دیکھیں۔ فیسوں کی بات ہو رہی تھی تو ہمیں زیادہ تکلیف اس لیے ہو رہی ہے کہ ان لوگوں نے private buildings میں سکول قائم کیے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے commuters کو بڑی سخت تکلیف ہوتی ہے، ان کے لیے گزرنے کا راستہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ حکومت اس بابت کچھ اقدامات کرے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے سینیٹر دوست محمد صاحب۔ جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ وجیہہ قمر: جناب چیئرمین! اس سوال کے اندر جو specific information مانگی گئی تھی یہ اس سے بالکل علیحدہ ہے تو براہ مہربانی اس کے لیے fresh question ڈال دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اگلا سوال نمبر ۳۲، سینیٹر عبدالشکور خان صاحب۔

(Q.No.32)

Mr. Presiding Officer: Any supplementary?

سینیٹر عبدالشکور خان: شکریہ، جناب چیئرمین! منسٹر صاحبہ نے پچھلے سوال کے جواب میں reason دیا تھا کہ چونکہ یہ کرائے کے مکانوں میں سکول بنائے گئے ہیں۔ میں تو اس کے بھی خلاف ہوں، آپ اسے ایک ادارہ کیسے کہہ سکتی ہیں جو کرائے کے چھوٹے سے چار کمروں کے مکان میں سکول کھولے ہوئے ہیں۔ اس پر بھی ذرا غور کریں کہ اسکول ایک ادارے کی طرح ہونے چاہییں۔

میرا سوال نمبر ۳۲ ہے، اس بابت Higher Education Commission کی نگرانی میں ایک لاکھ laptops تقسیم کیے گئے ہیں۔ مجھے سوال کا جواب تو مل چکا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کن یونیورسٹیوں کو اور کن صوبوں میں دیئے گئے ہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ وجیہہ قمر: شکریہ۔ دیکھیں اس وقت Prime Minister Youth Laptop Scheme کا چوتھا batch چل رہا ہے۔ پہلے چھ لاکھ already distribute کیے جا چکے ہیں اور ایک لاکھ اس وقت چوتھے batch میں دیے جا رہے ہیں۔ اس کے اندر جو eligibility criteria ہے وہ public sector universities جو HEC سے recognized ہیں، جو PhD, MS, MPhil or equivalent programme enrolled ہیں، اس کے بعد وہ students جو ڈیڑھ اور دو سال کے master degrees program میں enrolled ہیں لیکن weekend programme کے علاوہ اور وہ طالب علم جو چار اور پانچ سال کے bachelor's degree میں enrolled ہیں۔ جنہوں نے 70% semester system or 2.80 CGP or 60% marks for annual system لیے ہوں، یہ ایک بڑا strict criteria ہے جو بچے ان laptops کے لیے حاصل کرتے ہیں ان کے لیے یہ مرتب کیا گیا ہے اور اس کے اندر provincial quota ہے جس کو enrolment dates پر follow کیا جاتا ہے جس میں ICT, AJK, GB, Sindh and Punjab 77% کا ہے، بلوچستان کا 14% تھا لیکن اس کو increase کرکے 18% کیا گیا ہے۔ اس کے بعد علامہ اقبال یونیورسٹی اور ورچوئل یونیورسٹی بھی اس میں شامل ہیں، اس کے لیے quota 5% مختص ہے،

2.5% for each university.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی دنیش کمار صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار: منسٹر صاحبہ میرا سوال یہ ہے کہ ایک لاکھ لیپ ٹاپ خریدے گئے اور ان کی مالیت کوئی ۱۷ارب روپے کے قریب تھی (سولہ ارب، اسی کروڑ) ٹھیک ہے۔ لیکن جب وہ خریدے جاتے ہیں تو وہ ڈالرز میں خریدے جاتے ہیں۔ آپ کے جواب کے مطابق وہ ڈالرز میں خریدے گئے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ import کرکے خریدے گئے ہیں یا پاکستان کی مارکیٹ سے خریدے گئے ہیں۔ جب یہ tender rupees میں ہے تو آپ نے ایک laptop 377 dollars میں خریدا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے، مجھے براہ مہربانی اس کا جواب دیں، یہ تو عجیب گورکھ دھندہ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی دنیش صاحب آپ کا point آ گیا ہے۔

محترمہ وجیہہ قمر: جناب چیئرمین! یہ انتہائی شفاف process ہے، جس کی پہلے ECNEC سے منظوری، پھر PEPRA Rules for procurement کو follow کیا گیا ہے، اس کے اندر آپ کی جو کمپنیاں bid کرتی ہیں، اس کی procurement and distribution کی transparency میں کوئی ایسا process نہیں ہے جس میں کہیں بھی کوئی compromise ہوا ہو۔ منصوبے کی Steering Committee and Project Technical Committee ان سب میں۔ اس کے اندر local companies and international companies بھی ہیں اور یہ ان کا Joint venture تھا جس نے کہ project win کیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ دنیش صاحب آپ سن لیں۔ وزیر صاحبہ، وہ کہہ رہے ہیں کہ صرف ڈالرز میں کیوں خریدا گیا ہے، آپ صرف یہ explain کر دیں۔

محترمہ وجیہہ قمر: جی ٹھیک ہے، 76.96 per unit inclusive of taxes ہے تو جو contract value ہے وہ 37.695 million US dollars ہے, inclusive of all the taxes تو اس میں کیا مسئلہ ہے؟ یہ local market سے نہیں خریدے گئے ناں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحٰہ محمود: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے محترمہ وزیر صاحبہ سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ چترال میں درجنوں کے حساب سے IT Centres میں نے خود کھولے ہیں اور ابھی بھی مزید کھولتا جا رہا ہوں۔ میں بتانا چاہ رہا ہوں کہ لوئر چترال اور اپر چترال میں درجنوں کے حساب سے IT Centres میں نے ذاتی طور پر کھولے ہیں۔ایک تو کیا وہاں پر آپ کا laptop دینے کا پروگرام ہے؟ کیونکہ وہاں پر لوگوں کو لیپ ٹاپ نہیں ملے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کچھ بھی نہیں ملے ہیں جو میری اطلاع کے مطابق ہے۔ دوسری بات میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر لیپ ٹاپ کے ساتھ ساتھ technical institution کے بارے میں آپ کا کیا view ہے؟ باقی میں appreciate کروں گا کہ آپ کوشش کر رہی ہیں کہ ایوان کو مطمئن کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ وجیہہ قمر: شکریہ سینیٹر صاحب۔آپ نے چترال کی یونیورسٹی کے لیے بات کی اگر آپ مجھے specific بتا سکیں کیونکہ ابھی آپ کہہ رہے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ وہاں نہیں ملے، میں بھی یونیورسٹیوں کی list نکلواتی ہوں اور اس میں public universities کا جو پورا criteria and standard ہے اس کے مطابق اگر وہاں پر نہیں ہے۔ (جاری---T-04)

T04-05March2026 Mariam Arshad/Ed:Shakeel 12:30 p.m.

محترمہ وجیہہ قمر: (جاری----) ابھی آپ کہہ رہے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ نہیں ملے میں بھی اس کے اوپر Universities کی پوری لسٹ نکلواتی ہوں اور اس میں Public Universities کا جو ایک criteria and standard ہے اس کے مطابق اگر وہاں پر نہیں ہے تو اس cohort کے اندر ضرور وہاں پر بھی دیے جائیں گے۔ اگر وہاں virtual University اور علامہ اقبال یونیورسٹی کے کوئی students and campuses ہیں تو وہاں بھی ضرور دیے جائیں گے۔ اگر وہ اس marking criteria کو meet کرتے ہیں تو وہ دیے جائیں گے اور اس کے علاوہ آپ جو technical training کی بات کر رہی ہیں، Technical Training Institutes جو ہیں اس کے لیے بھی ایک پورا procedure ہے جس کو follow کیا جاتا ہے۔ ہماری NAVTTC ہے جو apex body ہے for the TAVT sector in all the provinces.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحبہ اگر آپ معزز ممبر کے ساتھ بیٹھ جائیں اور آپ ان کو مطمئن کر لیں۔ طلحہ صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں گی اور آپ کو تفصیلاً سمجھا دیں گی۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد طلحہ محمود: آپ University کے through کرتی ہیں وہاں پر تو نہیں ملا ہو گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ ان کے ساتھ office میں بیٹھ جائیں۔ سینیٹر عون۔

سینیٹر عون عباس: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! میں ضمنی سوال میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج حکومت کی تمام seats full ہیں، پوری حاضری مکمل ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کو اگر ضمنی سوال ہے تو وہ پوچھیں۔

سینیٹر عون عباس: میرا ضمنی سوال ہے کہ آج کون سی کارروائی ڈالنے کے mood میں ہیں؟

Mr. Presiding Officer: Question No.37. Senator Rubina Naaz.

(Q.No.37)

Mr. Presiding Officer: Any supplementary?

سینیٹر روبینہ ناز: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! میں سوال سے پہلے ایک بات کرنا چاہوں گی کہ جب ہم سوال کرتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Answer taken as read. Please ask the question.

سینیٹر روبینہ ناز: سوال پر ہی آرہی ہوں۔ Just one line ہم particular set of facts کو دیکھ کر وہ سوال کرتے ہیں لیکن جب اس کا نمبر آتا ہے تو اس وقت تک وہ تمام scenario change ہو چکا ہوتا ہے تو بعض اوقات وہ سوال irrelevant ہو جاتا ہے، value less ہو جاتا ہے۔ میرا ایسا ہی ایک سوال ہے کہ کیا وفاقی وزیر برائے تعلیم اور پیشہ وارانہ تربیت بیان فرمائیں گی

کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ وفاقی حکومت کے زیر انتظام سکولوں میں اساتذہ کی کمی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیلات کیا ہیں؟ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے حکومت کی جانب سے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں یا اٹھائے جا رہے ہیں؟

Mr. Presiding Officer: Minister concerned.

محترمہ وجیہہ قمر: بہت تفصیلی جواب already موجود ہے لیکن یہ کہ جو ہمیں challenges ہیں میں اس forum کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ضرور کہوں گی کہ جیسے ہمارے 12 نئے institutions بنے ہیں لیکن ان کے اندر sanctioned posts ابھی تک نہیں دی گئیں۔ اس کے لیے finance سے ہم نے already take up کیا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے یہ ہے کہ ہمیں rationalisation, ان teachers کے لیے جو teachers already کسی school میں ہیں تو ان کو وہاں بھیجنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ FPSC میں ہماری 16 and above posts already in process ہیں۔ اس کے علاوہ ہم private sector سے، different organizations سے، support لے کر جیسے Teach for Pakistan ہے۔ اس کے وہاں پر University students ہیں، NUST سے coding fellows ہیں، DIL سے support ہے جو کہ private schools سے یا private organisations سے آ کر ہمارے schools کے اندر different projects وہ digital education and coding education وہ and different pilots سارے already ان schools میں دے رہے ہیں جو کمی ہے اس کے لیے rationalisation کی آئی تھی۔ اس کو ہم non-teaching abolish کر رہے ہیں لیکن teaching کے لیے ہم already finance کو لکھ چکے ہیں کہ ہمیں اتنے number of teachers ان 12 institutions کے لیے چاہیے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اعظم سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: کاکڑ صاحب یہاں دیکھ لیا کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ ہی کی طرف آ رہا تھا۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! میں اسی جواب سے شروع کرتا ہوں due to the increase of the students enrolment, presently the same teaching staff of the morning shifts are managing evening classes. کیامحترمہ یہ بتائیں گی کہ ان کی,remuneration ان کو تنخواہ، ان کو کوئی سہولت ملتی ہے یا وہ مفت میں تعلیم دے رہے ہیں؟

Mr. Presiding Officer: Minister concerned.

محترمہ وجیہہ قمر: Evening shift میں اور اسی کو دیکھتے ہوئے کہ جو آبادی بھی بڑھ رہی ہے، اس کے بعد students کی وہاں پر enrolment ہے وہ بھی سرکاری سکولوں میں بڑھی ہے۔ اس کے بعد ہم out-of-school children کے اوپر بھی جس طرح سے ان کو schools میں لانے کے لیے اور main stream کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں تو جو evening shifts ہیں ان کا انعقاد کیا گیا ہے لیکن اس کے لیے علیحدہ سے package ہے وہ ان teachers کو دیا جاتا ہےاوراس کے لیے locally بھی teachers کو engage کیا جاتا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Senator Fawzia Arshad.

سینیٹر فوزیہ ارشد: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! بہت شکریہ۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب کبھی بھی ہم کوئی project شروع کرتے ہیں تو ہم اس پر اپنی ایک feasibility بناتے ہیں اور اس میں ہم سارے logistics جتنی بھی ضروریات ہیں ان کو ہم طے کر لیتے ہیں۔ اگر یہ سکول شروع ہو گئے ہیں اور teaching staff نہیں ہے اور وہی تھکی ہوئی teachers صبح کے وقت پانچ چھ گھنٹے کام کرکے شام کو بھی وہ کر رہی ہیں تو quality education ہمیں نہیں مل رہی۔ اس کے علاوہ ساری بات یہ ہے کہ اسلام آباد کی topography, weather and climate ہے،زیادہ تر سردی کا موسم ہوتا ہے اور پانچ بجے تک evening, اندھیرا ہو جاتا ہے۔ اس میں security کا بہت problem ہوتا ہے specially for female child. دوسرا یہ ہے کہ منسٹر صاحبہ نے فرمایا ہے کہ things are happening, can you kindly give us جو یہ process ہو رہا ہے اس کی کوئی time line ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ سوال پر آ جائیں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: میں یہی پوچھ رہی ہوں کہ time lineبتائیں کیونکہ یہ جوeducation ہے

it is not only physical, it is mental and it is very very important that a mind which is fresh.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا سوال آگیا ہے،آپ کاconcernآگیا ہے۔

محترمہ وجیہہ قمر: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! آپ نے ٹھیک کہا کہconcern تو آگیا ہے لیکن اس میں سوال کیا تھا وہ مجھے سمجھ نہیں آیا۔ ایک تو یہ کہ eveningمیں جو teachersہیں ان کا باقاعدہ ایکpackage ہے جو کہ ان کو وہ payکیا جاتا ہے۔اگر Localیا جو دیہاتی علاقے ہیں territoryمیں ہیں سے وہاں سے بھی teachers کو engageکیا جاتا ہے۔ Schoolsکا اپنا جو transport systemہے جس میں Pink busesبھی ہیں وہ اس چیز کا خیال رکھتا ہے کہ teachers and studentsکے لیے جو transportationہے اس کی ایک safe facilityموجود ہے۔ انہوں نے جو time line and projectکی بات کی یہ جو 12 institutions ہیں، یہ PSTPکا حصہ تھے اور یہ 12 institutionsبنے ہیں اور یہ in processہیں۔ میں financeسے دوبارہ requestکروں گی کہ وہ ہماری جو sanctioned postsہیں وہ وہاں createکی جا سکیں تاکہ آسانی ہو اور educationکو smoothlyلے کر جانے کے لیے ہو سکے۔ اس کے علاوہ اگر time linesکی بات ہے وہ کس چیز کے لیے FPSC time lineکا processہے وہ بھی چل رہا ہے اور وہ بھی جب کچھ teachers retireہوتے ہیں، نئے teachers systemمیں آتے ہیں تو وہ ایک پورا processہے جو کہ on-goingہے اوراس طرحteachers systemمیں آتے بھی رہتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Question No.38. Senator Rubina Naaz.

سینیٹر صاحبہ آپ سوال کریں۔ میں نے آگے بھیbusinessچلانا ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا جواب آ چکا ہے۔ آپ officeآ جائیں اور منسٹر صاحبہ سے بات کر لیں۔ منسٹر صاحبہ آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کو مطمئن کر دیں۔

(Q.No.38)

Senator Rubina Naaz: Will the Minister for Federal Education…

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحبہ اگر آپ کا ضمنی سوال ہے تو وہ کریں۔

سینیٹر روبینہ ناز: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! میرا اپنا سوال ہے، Question No.38.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس کا جواب تو آ چکا ہے، آپ اگر ضمنی سوال کرنا چاہتی ہیں تو کر لیں کیونکہ آپ کو جواب تو آ چکا ہے۔

سینیٹر روبینہ ناز: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! وہ Question No.37 تھا and this is Question No.38 یہ الگ سوال ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ بالکل الگ سوال ہے تو اس کا جواب بھی آ چکا ہے اگر آپ ضمنی سوال کرنا چاہتی ہیں تو وہ کر لیں۔

سینیٹر روبینہ ناز: اس سوال میں ایک الگ issue raise ہوا ہے، اس کو کیسے گول مول جواب میں کر سکتے ہیں۔

Will the Minister for Federal Education and Professional Training, be pleased to state whether any recent assessment has been carried out to ascertain the total number of out-of-school children in the country. (Continued…..T05)

T05-05Mar2026 FAZAL/ED: Shakeel 12:40 pm

Senator Rubina Naaz: (Cont…..) The total number of out-of-school children in the country, if so, details thereof….

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحبہ! یہ تو آ چکا ہے۔آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں۔اگر آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے تو وہ کر لیں۔یہ تو انہوں نے جواب دے دیا ہے۔اگر آپ سپلیمنٹری کرنا چاہتی ہیں تو کر لیں۔

سینیٹر روبینہ ناز: جناب چیئرمین! اگر آپ نہیں چاہتے تو میں نہیں کرتی۔ ٹھیک ہے۔آپ اجازت نہیں دے رہے ہیں۔تو نہیں کرتی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، میری طرف سے تو آپ کو اجازت ہے لیکن اگر آپ supplementary کرنا چاہتی ہیں۔

سینیٹر روبینہ ناز: ٹھیک ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحبہ! آپ please جواب دے دیں۔

محترمہ وجیہہ قمر (وزیر مملکت برائے تعلیم و فنی تربیت): جواب تو بڑی تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔اگر میں اس میں خود کچھ اضافہ کرنا چاہوں تاکہ پورے ہاؤس کو پتا چل سکے کہ ایک بڑی Robust out of school children campaign اس وقت ICT میں ہم launch کر چکے ہیں۔ National Action Plan to bring the children who are out of school into the school. ان کی main streaming کے لیے اور ان کو retain کرنے کے لیے ایک National Action Plan پوری timeline کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ایک Endowment Fund 25 billion کا with the support of World Bank یہ بھی In design phase ہے اور اس میں یہ کہ صوبوں کے ساتھ مل کر ان کی responsibilities اور ساتھ ICT میں یہ پروگرام ابھی شروع کر دیا گیا ہے اور New academic year جو ہے اس میں FDE بھی اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارا جو Non-formal education sector ہے، جس میں Basic Education Community Schools (BECS) ہیں، NCHD ہے اور National Education Foundation ہے۔ ان سب کے لیے ایک Collaborative effort جاری ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔سوال نمبر 40 سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب۔

(Q. No. 40)

Mr. Presiding Officer: Any supplementary?

سینیٹر ذیشان خانزادہ: بہت شکریہ، جنابِ چیئرمین! اس سوال میں پوچھا گیا ہے کہ Non-formal education institutes کتنے ہیں؟ پھر حکومت کی طرف سے جواب آیا ہے جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ تقریباً کوئی تین ہزار کے قریب یہ institutes ہیں۔ جنابِ چیئرمین! انہوں نے بتایا ہے کہ AJK, Islamabad and GB ان areas میں ہیں، لیکن باقی مطلب صوبوں کے بارے میں انہوں نے نہیں کہا کہ صوبوں کے حوالے سے فیڈرل حکومت کیا کرتی ہے اگر کوئی Non-formal educational institutes ہوں تو ان کے لیے کوئی پالیسی ہے یا نہیں کیونکہ ہمارے areas میں، اگر KP میں دیکھا جائے یا خاص طور پر بلوچستان میں تو ادھر بھی تو ایسے Far-flung areas ہیں جن میں ضرورت ہوتی ہے۔ تو کیا حکومت کا اس بارے میں کوئی پروگرام ہے یا یہ جو پروگرامز ہیں ان کو آگے extend کر سکتے ہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ وجیہہ قمر: چیئرمین صاحب! دیکھیں 18th Amendment کے بعد NCHD and BECS جو کہ پہلے تمام صوبوں میں بھی ان کا footprint موجود تھا اور وہ کام کر رہے تھے لیکن اس کے بعد صرف اس کی جو ذمہ داری ہے، یہ institutionsاب Federating units, AJK, GB اور اسلام آباد میں کام کر رہے ہیں اور انہی کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ لیکن under 25-A جیسے free education ہر بچے کا حق ہے۔ تو ہمارا جو پروگرام ہے Out of school children کے لیے اور Non-formal education sector کے لیے اس میں ہم ASPIRE اور ورلڈ بینک کے ساتھ جو میں نے ابھی آپ کو Endowment and Challenge fund کا ذکر کیا اس میں صوبے on board ہمارے ساتھ ہیں، لیکن as such ذمہ داری یہ ہر صوبے کی اپنی ذمہ داری ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سوال نمبر 44 سینیٹر اسد قاسم صاحب۔ موجود نہیں ہیں، Answer taken as read.

(Q. No. 44)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سوال نمبر 51 سینیٹر بلال احمد خان مندوخیل صاحب۔ موجود نہیں ہیں،

Answer taken as read.

(Q. No. 51)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سوال نمبر 54 سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب۔ موجود نہیں ہیں، Answer taken as read.

(Q. No. 54)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سوال نمبر 58 سینیٹر جان محمد صاحب۔

(Q. No. 58)

Mr. Presiding Officer: Any supplementary?

سینیٹر جان محمد: سوال سے پہلے ویسے اگر آپ اجازت دیں تو ایک بات میں منسٹر صاحبہ سے پوچھ لوں وہ یہ ہے کہ Technical Education بنیادی طور پر Provincial subject ہے۔ایسی کیا ضرورت پیش آئی ہے فیڈرل گورنمنٹ کو۔۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ آپ کا question ہے؟

سینیٹر جان محمد: نہیں میں نے کہا یہ ادارہ ہے نا۔ یہ ادارہ تو سفید ہاتھی بنا ہوا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں نہیں، یہ آپ کے سوال سے related ہے؟

سینیٹر جان محمد: ہاں۔ میرے question سے related ہے کہ اول تو یہ ایک Provincial subject ہے۔ فیڈریشن کیوں اس کی ضرورت محسوس کر رہا ہے؟ آیا کس قانون کے تحت، کیونکہ وزیرِ قانون بھی موجود ہیں۔ کس آئین کے تحت کہ ایک تعلیمی اختیار جو صوبوں کا ہے، کیا ضرورت پڑی ہے کہ اس پر فیڈرل گورنمنٹ کام کر رہا ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، وزیر صاحبہ۔

محترمہ وجیہہ قمر: چیئرمین صاحب! یہ Hazza Institute کے بارے میں بڑا ہی specific question ہے، لیکن چونکہ اب پوچھا ہے انہوں نے تو NAVTTC جو ایک فیڈرل ادارہ ہے، .this is an apex body اوران کے پاس کوئی ادارہ نہیں ہے۔ Prime Minister Skill Development Program کے لیے یہ implementation agency ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: سینیٹر جان محمد صاحب نے کہا کہ اگر یہ devolved subject ہے تو فیڈریشن کیوں کرتا ہے، جب آپ نے 18 ویں ترمیم پاس کی تو بہت بحث و مباحثے کے بعد Deputy Prime Minister سینیٹر اسحاق ڈار صاحب تشریف فرما ہیں وہ اس کا حصہ تھے۔ یہ طے ہوا تھا کہ Education کے اندر کچھ ایسے subjects ہیں جو کہ فیڈرل لسٹ میں رہیں گے اور اس میں ہماری کچھ چیزیں تھیں جو کہ retain کی گئیں تاکہ ایک uniformity رہے۔ جہاں تک تعلق ہے صحت اور تعلیم کا عمومی وہ devolved subjects ہیں۔ نمبر ایک کہ ICT میں function Federal Government نے کرنا ہے اور دوسرا کچھ ایسے domains ہیں جن میں Higher Education, Institutes and Research Centers کا curriculum کی کسی حد تک وہ portions retain کیے گئے تھے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سُنائی دی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، سینیٹر جان محمد صاحب۔

سینیٹر جان محمد: سوال میں نے یہ پوچھا تھا کہ Hazza Institute سرکاری بلڈنگ میں operate کر رہا ہے کہ نہیں؟

دوسرا میں نے یہ پوچھا تھا agreement کی کاپی ہمیں provide کی جائے کہ Hazza Institute کے ساتھ جو BOT کی گئی ہے اس کی کاپی ہمیں دی جائے۔

تیسرا ہم نے یہ کہا تھا کہ اس BOT کے لیے جو ٹینڈر کیا گیا ہے، جو اصول مرتب کیے گئے ہیں وہ بتائے جائیں۔ جناب چیئرمین! توجواب میں ان سوالات کاایک بھی صحیح جواب نہیں دیاگیا۔ کہا گیا کہ یہ ایک اراضی ہم نے دی ہے جبکہ اسی جواب میں پھر کہا گیا ہے کہ اس عمارت کی renovation کی ذمہ داری ہم نے Hazza کو دی ہے۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جتنے سوالات کے جواب ہیں، کیونکہ جب تک آپ کے پاس agreement کی کاپی نہیں آئے گی آپ دوسرا سوال نہیں پوچھ سکتے ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، منسٹر صاحبہ۔

محترمہ وجیہہ قمر: چیئرمین صاحب! ایک تو کہ agreement کی کاپی اس کے اندر موجود ہے۔اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو سینیٹر صاحب میں آپ کو ابھی آکر دے دیتی ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ ان کے ساتھ share کردیں۔

محترمہ وجیہہ قمر: جی بالکل، میں آپ کو یہ دیتی ہوں۔ دوسرا یہ کہ National Training Bureau کے تحت جب یہ Ministry of Labour and Manpower تھی تو اس وقت یہ under private public partnership کے تحت یہ ادارہ Build-Operate-Transfer model کے اوپر بنایا گیا تھا۔ اچھا جو land ہے وہ سرکاری ہے لیکن اس کے اوپر جو بلڈنگ تعمیر کی گئی ہے وہ Hazza Institute نے خود کی تھی۔ باقی جتنے بھی institutions ہیں جو کہ bid کرتے ہیں۔

(جاری ہے-----T06)

T06-05Mar2026 RW/Ed: Iram 12:50 noon

محترمہ وجیہہ قمر: (جاری) باقی جتنے بھی institutions ہیں جو کہ bid کرتے ہیں، پھر اس کے بعد ان کو وہ trainings award ہوتی ہیں، اسی طرح سے Hazza کو بھی اسی سسٹم کا حصہ بن کر یہ پورا process follow کرنا ہوتا ہے۔ صرف اس کے اندر یہ

ہے کہ 2033 میں یہ اپنے تمام infrastructure کو، اس میں جو labs ہیں، جو اس کے اندر equipment ہے، اس کے ساتھ یہ حکومت کو transfer ہو جائے گا۔ This agreement is till 2033.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ اعظم سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میں بلیدی صاحب کے تاثر کے لیے بتا رہا ہوں، وزیر صاحبہ نے جو بات کی ہے، وہ بالکل درست ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک developing country کے لیے skill and digitalization driven تعلیم انتہائی ضروری ہے۔ میں سینیٹ کے اس فلور سے propose کر رہا ہوں کہ خدارا! ہر صوبے کے ہر اسکول کے اندر skill اور digitalization پر کام کیا جائے تاکہ ہمارے جو بچے تعلیم حاصل کریں، وہ ملک اور قوم کے لیے مفید ثابت ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ وجیہہ قمر: میں سینیٹر سواتی صاحب کا شکریہ ادا کروں گی کہ آپ نے اس کو acknowledge کیا۔ اس میں بالکل کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ جس طرح سے global dynamics change ہو رہے ہیں، اس کے اندر skill-based education اور digitization are the only way out. بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سوال نمبر ۵۹، سینیٹر جان محمد صاحب۔

سینیٹر جان محمد: جناب! میں پچھلے سوال کے حوالے سے کہوں گا، میں نے آپ سے کہا کہ جواب میں ہمیں agreement کی کاپی نہیں دی گئی۔ آپ میری بات سنیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جان محمد صاحب! انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ وہ چیزیں share کر لیں گے۔

سینیٹر جان محمد: جناب! بات share کی نہیں ہے، آپ مجھے بتائیں کہ جب agreement کی کاپی نہیں دی گئی، آپ کو یہ پتا نہیں کہ کیا agreement ہے تو آپ ضمنی سوال کیسے پوچھ سکتے ہیں۔ یہاں بات یہ بنتی ہے کہ جب پورے سوال کا صحیح جواب نہیں آیا ہے تو اس کو کمیٹی میں refer کریں۔ یہ تو نہیں ہے کہ ابھی وہ مجھے کوئی کاپی دے گا اور پھر میں اس کو دیکھوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ ان کو agreement کی کاپی provide کر دیں۔ اصل میں تو جواب کے ساتھ آنا چاہیے تھا۔ سینیٹر صاحب کا concern ٹھیک ہے۔ جتنے بھی agreements کا ذکر کیا گیا تھا، ان کی copies ان کو ملنی چاہیے تھیں لیکن آپ ان کے ساتھ share کر دیں۔

سینیٹر جان محمد: جناب! NAVTTC ایک سفید ہاتھی ہے۔ اس میں بہت زیادہ کرپشن اور irregularities ہو رہی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! اگر اس کو کمیٹی میں refer کر دوں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! وقفۂ سوالات اس لیے ہوتا ہے کہ ہم accountable ہیں۔ ورنہ تو پھر سیدھے کمیٹی میں ہی چلے جائیں کیونکہ ہر دوسرے سوال پر خواہش یہ ہوتی ہے کہ کمیٹی کو بھیج دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلیں، پھر آپ ان کے ساتھ consult کریں۔ جان محمد صاحب! شکریہ۔ سوال نمبر 59، سینیٹر جان محمد صاحب۔

(Q. No.59)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کوئی ضمنی سوال؟

سینیٹر جان محمد: جناب! جواب میں صرف ایک لسٹ دی گئی ہے جبکہ Hazza Institute کی ویب سائیٹ پر درج ہے کہ انہوں نے 50 ہزار trainings کی ہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ کیا اس لسٹ میں اتنی ہی ہیں؟ وہ 50 ہزار trainings جو انہوں نے کی ہیں، کہاں سے کی ہیں؟ بنیادی طور پر اس ادارے میں بہت سارے problems ہیں۔ اس کا جواب بھی اسی لیے گول مول کر کے دے رہے ہیں کہ اس کی حقیقت

سامنے نہ آئے۔ میں نے سوال پوچھا تھا جس کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ زمین ہے۔ نہیں، اس institute کے لیے باقاعدہ تعمیر شدہ building دی گئی ہے لیکن وہ نہیں مانا گیا۔ پھر آگے بتایا گیا ہے کہ اس building کی مرمت کی ذمہ داری ہم نے institute کے ذمے لگادی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب! آپ کا concern آگیا ہے۔ منسٹر صاحبہ! پلیز۔

محترمہ وجیہہ قمر: جناب! بات یہ ہے کہ institution کے evolve ہوتے ہوئے اگر ہم نے کہیں دیکھا کہ کوئی problem ہے تو اس کی transparency کے لیے مستقل اقدامات کیے جارہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ institutions کی رجسٹریشن کا ایک process ہے۔ سب سے پہلے وہ کیا جاتا ہے۔ اس وقت ہمارے پاس across Pakistan تین ہزار کے قریب institutions ہیں جس میں سے Hazza ایک institution ہے۔ اس حوالے سے اسی طرح scrutiny کے لیے regional committees ہیں، پھر اس کے بعد validation کی جو کہ headquarter میں ہوتا ہے۔ Hazza بھی اسی طرح سے اس تمام process کا حصہ بنتا ہے۔ ہمارے پاس تین ہزار جو رجسٹرڈ ہیں، اس میں سے صرف 950 shortlist ہوئے جن میں یہ trainings دی جاسکتی تھیں۔ Hazza نے وہ تمام parameters پورے کیے۔

[اس موقع پر جناب چیئرمین (سینیٹر یوسف رضا گیلانی صاحب) نے کرسیٔ صدارت سنبھالی]

محترمہ وجیہہ قمر: اب یہ کہ اگر کوئی ایسی perception ہے کہ کسی بھی طرح کی کوئی preferential allocation of seats ہے یا پھر کوئی treatment ہے جیسا کہ محترم سینیٹر صاحب نے کہا، وہ کہیں پر بھی موجود نہیں ہے۔ اگر ایسی کوئی example ہے تو please اسے سامنے لائیں تاکہ اسے دیکھا جاسکے۔ ہمارے ریکارڈ میں، allocation میں، کہیں پر بھی ایسی کوئی چیز سامنے نہیں آئی ہے۔ اس کا جو پورا process ہے، وہ میں نے ان کو explain کر دیا ہے کہ کس طرح سے رجسٹریشن کا اور seats کی allocation کا process, transparency کو مدنظر رکھتے ہوئے follow کیا جاتا ہے اور اس کے تحت تمام seats allocate کی جاتی ہیں۔ اسی طرح سے institutions کے انتخاب کے لیے بھی ایک پورا criterial موجود ہے۔

Mr. Chairman: Question Hour is over. We may now take up leave of absence.

Leave of Absence

Mr. Chairman: Senator Muhammad Talha Mehmood sahib has requested for the grant of leave for 16th January during the 357th Session and for 12th and 13th February, 2026 during the 358th Session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Aon Abbas has requested for the grant of leave for 23rd and 27th February, 2026 during the current Session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Atta-ur-Rehman sahib has requested for the grant of leave from 23rd to 27th February, 2026 during the current Session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Ahmed Khan has requested for the grant of leave for 28th February, 2nd and 3rd March, 2026 during the current Session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Asad Qasim has requested for the grant of leave for 5th March, 2026 during the current Session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Former Senator Nawabzada Saifullah Magsi is sitting in gallery. We welcome him.

(Desk thumping)

Mr. Chairman: Senator Nasir Mehmood, Chairman, Standing Committee on Housing and Works, may move Order No.3.

Motion under Rule 194(1) moved by Chairman of the Standing Committee on Housing and Works regarding name and address of the retired Government officers currently occupying Government accommodation in Islamabad

Senator Nasir Mehmood: I hereby move under sub-rule (1) of Rule 194 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the time for presentation of report of the Committee on the subject matter of Starred Question No. 6, asked by Senator Shahadat Awan, on 4th November, 2025, regarding name and address of the retired Government officers currently occupying Government accommodation in Islamabad, may be extended for a period of sixty days with effect from 4th March, 2026.

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Order No. 4. Senator Atta-ur-Rehman sahib, Chairman, Standing Committee on Religious Affairs and Interfaith Harmony may move the Order.

سینیٹر عطاء الرحمان: جناب! بڑی مہربانی اور بہت شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ یہ معاملہ ہمارے بیرسٹر علی ظفر صاحب کا تھا، اس پر ہم نے رپورٹ بھی تیار کی تھی لیکن مسلسل دو تین اجلاسوں میں بیرسٹر صاحب تشریف نہیں لا رہے ہیں۔ میں نے ایک تو request یہ کرنی ہے کہ اگر آپ ان سے کہہ دیں کہ وہ کمیٹی کے اجلاس میں تشریف لائیں۔ (T07 پر جاری ہے)

T07-5Mar2026 Abdul Razique/Ed: Waqas Khan 01:00 p.m.

سینیٹر عطاء الرحمٰن: (۔۔۔۔۔جاری) اگر آپ ان سے کہیں کہ وہ کمیٹی کے اجلاس میں تشریف لائیں۔ تقریباً ہم رپورٹ مکمل کر چکے ہیں لیکن ایک مرتبہ وہ کمیٹی میں آ جائیں، شکریہ۔

Mr. Chairman: It is referred back to the Committee. Order. No. 5. Senator Mohammad Abdul Qadir may move Order. No. 5.

سینیٹر محمد عبدالقادر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صلی علی محمد و علی آل واصحاب محمد۔ شکریہ، جناب چیئرمین۔ میں Order. No. 5 move کرتا ہوں لیکن آپ کے ایوان میں آنے سے پہلے یہاں سینیٹر انوشہ رحمان صاحبہ نے point of order پر بات کرتے ہوئے میرے ایک، دو بل defer کروائے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ if we see the demographic situation of Pakistan, it is experiencing a significant youth bulge. ہماری جو آبادی ہے، اس میں 64 فیصد 30 سال کی عمر سے نیچے کے لوگ ہیں۔ بٹ صاحب، یہ علمی باتیں ہیں بس آپ دو منٹ سن لیں۔ جو ہماری universities ہیں، ان میں 12 سے 13 فیصد لوگ جا رہے ہیں جبکہ China, Turkiye, India and Malaysia میں 50،50 فیصد لوگ جا رہے ہیں۔

Mr. Chairman: There is no need to talk more on this.

سینیٹر محمد عبدالقادر: بس میں دو منٹ لوں گا اور اس سے ایوان کا اتنا وقت ضائع بھی نہیں ہوگا۔ میرے کہنے کا مقصد ہے کہ جو ادارے ہیں چاہے وہ HEC ہے یا کوئی اور ہے، وہ اپنی capacity build کرکے universities check کرے بجائے اس کے کہ وہ universities کی approval روک دے۔ اگر پاکستان کی گورنمنٹ کے پاس capacity نہیں ہے اور کوئی بندہ invest کرکے یونیورسٹی بناتا ہے تو یہ اچھی بات ہے۔ لوگ private اداروں میں بہتر education حاصل کرتے ہیں اور لوگوں کو یونیورسٹی بنانے کی ترغیب دیتے ہیں تو یہ بہت اچھی بات ہے۔ یہ لوگ یونیورسٹیوں کے خلاف کیوں ہیں حالانکہ وہ Bill defer ہو چکا ہے اور میں clarity دینا چاہتا ہوں۔ On floor of the House میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو ہماری private limited company ہے، الحمدللہ وہ پاکستان میں first 100 taxpayer میں سے ہے۔ اس Bill کو لانے میں ہماری کوئی financial gain یا کوئی اور ایسی چیز نہیں کہ خدانخواستہ لوگ یہ باتیں کریں کہ جی یہ یونیورسٹی کیوں بنا رہے ہیں اور کیا اس میں پیسے کما رہے ہیں۔ On record میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم private limited companies میں پاکستان میں first 100 taxpayer میں fall کرتے ہیں۔ بس یہ دو منٹ کی clarification تھی جو میں اپنے ساتھیوں کو دینا چاہتا ہوں کہ بھائی ملک میں تعلیم کو عام کریں لیکن آپ اعتراض کرتے ہیں۔

Mr. Chairman: That’s up to the Chairman to decide. Please move Order .No. 5.

سینیٹر محمد عبدالقادر: جی میں Order. No. 5 move کرتا ہوں اور میری دوسری request یہ ہے کہ Private Member’s Bill کے draw میں میرا ایک اور بل بھی نکلا ہوا ہے۔ اس کے بعد مجھے اسے بھی move کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: پہلے اسے تو move کریں۔

Introduction of [The Federal Public Service Commission (Amendment) Bill, 2026]

Senator Mohammad Abdul Qadir: I, move for leave to introduce a Bill further to amend the Federal Public Service Commission Ordinance, 1977 [The Federal Public Service Commission (Amendment) Bill, 2026].

Mr. Chairman: It is referred to the Committee concerned.

سینیٹر محمد عبدالقادر: میں نے پہلے ایک بل جمع کیا تھا جو draw میں نکلا ہوا ہے۔ سیشن بھی ختم ہو رہا ہے۔ میں وہ بھی move کرنا چاہتا ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب! آپ اسے supplementary agenda کے تحت لے لیں۔ سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب، آپ ایک منٹ بات تو سنیں۔ میں یہ NAB Ordinance کو بہتر کرنے کے لیے لا رہا ہوں اور یہ آپ کے فائدے کے لیے ہے، اپوزیشن کے فائدے کے لیے ہے۔ جب نیب کوئی کام پکڑتی ہے تو پھر جان نہیں چھوڑتی ہے۔

جناب چیئرمین: میری بات سنیں۔ سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب، آپ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Once he moves it, we then can take sense of the House.

سینیٹر محمد عبدالقادر: میں اس بل کے ذریعے NAB Ordinance improve کر رہا ہوں۔

Mr. Chairman: Once I put it to the House through Supplementary Orders of the Day then you should decide. Senator Mohammad Abdul Qadir, please move Order. No. 39.

<u>Motion under Rule 263 for Dispensation of Rules</u>

Senator Mohammad Abdul Qadir: I, seek leave of the House to introduce the National Accountability (Amendment) Bill, 2026, through Supplementary Orders of the Day and move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of Rule 98 of the said rules

regarding reference of the Bill to the Standing Committee be dispensed with in order to take the Bill into consideration at once.

Mr. Chairman: I, now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Order. No. 40. Senator Mohammad Abdul Qadir, please move Order. No. 40.

(At this stage, Opposition Members rose in their seats and started protesting)

<u>Introduction of [The National Accountability (Amendment) Bill, 2026]</u>

Senator Mohammad Abdul Qadir: I move for leave to introduce a Bill further to amend The National Accountability Ordinance, 1999 [The National Accountability (Amendment) Bill, 2026].

Mr. Chairman: Is it opposed?

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون و انصاف): جناب، سینیٹر صاحب نے یہ Bill share کیا تھا۔ اس میں جو چار چیزیں وہ دے رہے ہیں، ہم نے وہ دیکھی ہیں۔ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے بلکہ clarity دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہائی کورٹ کو bail کا اختیار clarity سے ملنا چاہیے۔ Transfer of proceedings میں کوئی ابہام تھا، وہ دور کیا گیا ہے۔ Statement of Objects and Reasons میں لکھا ہے کہ اگر چیئرمین اچھا کام کرتا ہے اور اچھا preform کرتا ہے تو ان کے tenure کی continuity extendable ہونی چاہیے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسی طرح Fundamental Rights protection کے لیے second appeal دے رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ اچھی تجاویز ہیں and I do not oppose them. شکریہ۔

Mr. Chairman: I, now put the motion before the House.

(Interruption)

Mr. Chairman: I again put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted. Order. No. 41. Senator Mohammad Abdul Qadir, please move Order. No. 41.

Senator Mohammad Abdul Qadir: I introduce the Bill further to amend The National Accountability Ordinance, 1999 [The National Accountability (Amendment) Bill, 2026].

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands introduced.

(The Opposition Members kept protesting in their seats)

Mr. Chairman: Order. No. 42. Senator Mohammad Abdul Qadir, please move Order. No. 42.

Consideration and Passage of [The National Accountability (Amendment) Bill, 2026]

Senator Mohammad Abdul Qadir: I move that the Bill further to amend The National Accountability Ordinance, 1999 [The National Accountability (Amendment) Bill, 2026], as introduced in the Senate, be taken into consideration, at once.

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Second Reading of the Bill. Clauses 2 to 6. There is no amendment in Clauses 2 to 6. So, I put these Clauses before the House as one question. The question is that Clauses 2 to 6 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 6 stand part of the Bill. Clause 1, the Preamble and Title of the Bill. We, now, take up Clause 1, the Preamble and Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and Title do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 1, the Preamble and Title stand part of the Bill.

(The Opposition Members kept protesting in their seats)

Mr. Chairman: Order. No. 43. Senator Mohammad Abdul Qadir, please move Order. No. 43.

Senator Mohammad Abdul Qadir: I move that the Bill further to amend The National Accountability Ordinance, 1999 [The National Accountability (Amendment) Bill, 2026], be passed. Thank you.

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands passed. Yes, Parliamentary Leader of the PTI.

(Interruption)

جناب چیئرمین: میں floor ایک legal expert کو دے رہا ہوں۔ جی سینیٹر سید علی ظفر صاحب۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب، میں------

(اپوزیشن ارکین اپنی نشتوں پر احتجاج کرتے رہے)

سینیٹر سید علی ظفر: جناب، میں سب سے پہلے تو یہ کہنا چاہوں گا کہ جس طرح-----

(Interruption)

Mr. Chairman: I have given the floor to Senator Syed Ali Zafar… *(Contd…T08)*

T08-5MAR2026 Taj/Ed. Waqas 01:10 p.m.

Mr. Chairman: I have given the floor to Senator Syed Ali Zafar.

<u>Senator Syed Ali Zafar</u>

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہوں گا کہ جس طرح قانون سازی کی جارہی ہے، ابھی ایک Private Members' Bill نکالا گیا ہے اور اس کو لایا گیا ہے۔ بد قسمتی سے ایک چیز ظاہر ہو رہی ہے، وہ یہ ہے کہ حکومت بھی شاید اس میں involved ہے کیونکہ جس طرح انہوں نے اس process کو approve کیا ہے، یہ نظر آتا ہے کہ یہ صرف Private Members' Bill نہیں ہے، یہ بل کہیں اور سے آیا ہے۔ جناب! میں واضح طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی ایسا سینیٹر جس کا ضمیر ہو، وہ اس conspiracy کا حصہ نہ بنے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں سب کو نظر آرہا ہے کہ کیا ہو رہا ہے، کیوں ترمیم لائی جارہی ہے اور کیا ترمیم ہے۔ جس طرح قانون کو bulldoze کیا جارہا ہے، یہ پورے پارلیمنٹ پر، پورے سینیٹ کے منہ پر ایک طمانچہ ہے، یہ صرف دھبہ نہیں ہے---

(مداخلت)

سینیٹر سید علی ظفر: ہمیں ضرورت ہی نہیں ہے، سمجھ آگئی ہے---

Mr. Chairman: No cross-talk, please.

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! قانون سازی اس طرح نہیں ہوتی، ہم سب کو قانون سازی کا پتا ہے۔ اتنے اہم معاملے پر باقاعدہ اپوزیشن کو اعتماد میں لیا جاتا ہے۔ اس پر debate ہوتی ہے، debate ہونے کے بعد کمیٹی کے پاس جاتا ہے اور پھر وہ معاملہ آتا ہے۔ جناب! یہ چھپ چھپا کر جس طرح کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، this is absolutely unacceptable under any democratic norms. یہ نقصان، جو حکومت والے ہیں اور جو ان کے اتحادی ہیں، میں ان کے سامنے التجا کرتا ہوں کہ دیکھیں یہ جس طرح آپ کرنے جا رہے ہیں اور جو آپ کرنے جا رہے ہیں، یہ آپ کے فائدے میں نہیں ہے۔ ابھی شاید آپ کو نظر آ رہا ہے لیکن آگے جا کر یہ آپ کو ہی کاٹے گا۔ میں آپ کو یہ بات بتاؤں کہ آپ ابھی سمجھتے ہیں کہ یہ قانون سازی جو کی جا رہی ہے، یہ صرف ایک شخص کے لیے ہے اور وہ ہے عمران خان۔ وہ simple بات ہے۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر سید علی ظفر: میں بتاتا ہوں کہ کس طرح۔ جناب! ایک تو یہ کہا جا رہا ہے، اس میں یہ کہا جا رہا ہے۔۔۔

(مداخلت

سینیٹر سید علی ظفر: سن لیجیے، سن لیجئے۔ میرے ساتھیو! آپ لوگ بھی سن لیں۔ ہمارے سامنے ابھی قانون آیا ہے۔ اس میں کیا کہا جا رہا ہے، اس میں کہا یہ جا رہا ہے۔ اس قانون میں یہ کہا جا رہا ہے کہ ابھی قانون یہ ہے کہ نیب کا جو فیصلہ ہوتا ہے، نیب عدالت جو فیصلہ کرتی ہے، اس کی appeal ہائی کورٹ جاتی ہے۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر سید علی ظفر: آپ سن لیں، ذرا سنیں، ہمت کریں۔ آج کے دن آپ کا ضمیر جاگے گا۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ کی طرف سے جواب کا موقع دیا جائے گا۔

سینیٹر سید علی ظفر: اگر یہ سننا نہیں چاہتے تو بہتر یہ ہے کہ defer کر دیں۔ ان کو اگر سننے کی ہمت نہیں ہے تو defer کر دیں، اگلی بار آ کر یہ بحث سن لیں۔ جناب! میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ قانون صرف ایک شخص خان صاحب کے لیے ہے کیونکہ نیب کا normal قانون جو اس وقت موجود ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ اگر نیب کی عدالت کا کوئی کیس ہے، کوئی فیصلہ ہے تو اس کی appeal ہائی کورٹ جائے گی۔ اور اگر ہائی کورٹ

کا بھی کوئی فیصلہ ایسا ہوتا ہے جو کسی پارٹی کو، Prosecutor, NAB کو یا accused کو پسند نہ آئے تو وہ سپریم کورٹ آف پاکستان کو جاتا ہے۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ کو موقع ملے گا، پھر آپ جواب دیں۔جی۔

سینیٹر سید علی ظفر: یہ آئین بڑا واضح طور پر کہتا ہے، اگر آئین اور نیب کے قانون کو پڑھیں تو اس کی یہی پوزیشن ہے کہ اس کی appeal finally سپریم کورٹ جاتی ہے۔ میں نے بہت سارے cases کیے ہیں، جو سپریم کورٹ آف پاکستان کرتا ہے کیونکہ اس میں آئینی معاملہ نہیں ہوتا، یہ ایک typical, criminal case ہے جسے سپریم کورٹ نے سننا ہے۔ یہ ترمیم کیا لے کر آ رہے ہیں، میں نے ابھی سرسری پڑھا ہے، چونکہ document ابھی ہمیں ملا ہے۔ترمیم یہ لے کر آ رہے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Butt Sahib, please. Please order in the House. Please take your seat. Leader of the House, I will request that after his point of view, I will give the floor to you.

سینیٹر سید علی ظفر: میرا خیال ہے کہ ان کو باہر لے جائیں، اگر آپ سننا نہیں چاہتے تو جا کر coffee اور چائے پئیں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! اب جو تبدیلی لے کر آ رہے ہیں، وہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔ میں Section 32 (a) ذرا پڑھ دیتا ہوں جو یہ لے کر آ رہے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Leader of the House is here, Law Minister is here, they will reply.

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! قائدایوان کے پاس کوئی اختیار ہی نہیں لگتا۔ وہ کنٹرول نہیں کر پا رہے۔ ان کے اپنے لوگ rebellion, revolt کر گئے۔ یہ فارم ۴۷ والے لوگ اسی طرح کرتے ہیں۔ جب آپ سچ بات کرنے کی کوشش کریں تو پھر یہ اسی طرح شور شرابہ کرتے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون وانصاف): جناب! میں نے کیونکہ کہا ہے کہ جواب دوں گا۔

Mr. Chairman: They have the right to reply.

سینیٹر سید علی ظفر: وہ reply کریں لیکن شور شرابہ تو ان کی پرانی عادت ہے۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! اگر قائدایوان ان کو چپ نہیں کرا سکتے تو پہلے وہ بول لیں، پھر میں بول لیتا ہوں کیونکہ یہ مجھے parliamentary behavior نہیں لگ رہا ہے۔ یہ سینیٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ایک قانونی بات کر رہا ہوں۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اگر آپ interfere کریں گے تو پھر ادھر سے بھی disturbance ہو گی۔ جی۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! نیب قانون کے تحت۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please, order in the House. Yes, please.

Senator Muhammad Ishaq Dar, Leader of the House

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائدایوان): جناب چیئرمین! میں گزارش کروں گا کہ ہمیں صبر و تحمل سے چلنا چاہیے۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please, order in the House. Yes, please.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں وہ remind نہیں کرواؤں گا کہ ان ہی ایوانوں میں در جنوں بل، ایک مرتبہ علی ظفر صاحب، میرے بھائی کہہ لیں، بھتیجے کہہ لیں، ان کے لیے بڑا احترام ہے لیکن ہم ماضی بھی یاد کریں کہ آپ نے پچاس سے زیادہ آناً فاناً قانون سازی کی اور اُس وقت ہمیں due process یاد نہیں تھا۔ دوسرا یہ کہ یہ حکومت کا بل نہیں ہے۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: دیکھیں، two wrongs don't make one right. میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ حکومت کا بل نہیں ہے۔۔۔

Mr. Chairman: Please, order in the House.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: ایک منٹ میری بات سن لیں، میں بالکل fair بات کر رہا ہوں۔ یہ Private Members' Bill ہے، میرا خیال ہے کہ کسی نے اس کو پڑھا بھی نہیں ہے۔ اس میں improvements ہیں اور اسی وجہ سے Treasury benches نے ساتھ دیا ہے ورنہ یہ Private Members' Bill ہے، ہمیں کوئی شوق نہیں ہے یہ changes ہوں لیکن یہ positive changes ہیں۔ علی ظفر صاحب کا اپنا ایک view ہے اور دوسرا یہ کہ یہ pass ہو چکا ہے، یہ ایوان کے ریکارڈ کے حساب سے pass ہو چکا ہے۔ آپ کون سی نئی tradition یہاں کرنا چاہتے ہیں کہ اس وقت ایک پاس شدہ بل قائمہ کمیٹی میں بھیج دیں۔ بل پاس کیا ہے، چیئرمین کا prerogative ہے، ووٹنگ کروائی ہے، اس طرح نہ کریں۔ آپ اپنا بھی یاد رکھیں۔ آپ نے ان ہی Houses سے پچاس پچاس بل آناً فاناً پاس کروائے ہیں۔ میری گزارش ہو گی۔۔۔

جناب چیئرمین: قائد ایوان صاحب! میں آپ سے، پورے ایوان سے request کرنا چاہ رہا ہوں کہ اگر میں نے floor ان کو دیا ہے تو آپ ایک مرتبہ ان کی بات سن لیں، then you have the right to reply.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں صرف گزارش یہ کر رہا ہوں کہ ہم sanctity کو مد نظر رکھیں، Rules of Business کو مد نظر رکھیں۔ آپ نے ووٹنگ کروائی ہے، آپ نے Bill pass کیا ہے اور اس وقت یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ اس کو کمیٹی کو refer کر دیں۔ وہ کیسے ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، وہ تو ان کی رائے ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس میں کوئی چیز پسند نہیں آئی ہے تو اپنا Private Members' Bill لے آئیں۔

(جاری---T09)

T09-05Mar2026 Ali/Ed: Waqas 01:20 pm

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: (جاری ہے-----)دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس میں کوئی چیز پسند نہیں آئی تو یہ اپنا Private Member Bill لے آئیں، اس قانون میں amendment لے آئیں، نیا قانون لے آئیں، ہم اس کو بھی دیکھ لیں گے۔ اس وقت اس کی prima facie میں پھر کہہ رہا ہوں، میں وکیل تو نہیں ہوں لیکن مجھے چھوٹا سا experience ہے یہ prima facie looks like improvement in the present law, it will benefit anybody who is facing the NAB Law. اگر ہم نے سیاست کرنی ہے اور ہم نے زبردستی bulldoze کرنا ہے اور Private Members' Bill پر بھی ہم نے اس طرح behave کرنا ہے، تو میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: میں Please, میں House adjourned کر دوں گا، ٹھیک ہے؟ تو آپ ایسے کریں، If you don't want to listen the speech of Honourable Senator Ali Zafar, سینیٹر علی ظفر صاحب بات کریں۔ اگر آپ ان کی بات نہیں سنیں گے تو پھر یہاں سے بھی کوئی نہیں بولے گا۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! ایوان کو adjourn کر دیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اگر آپ سننا نہیں چاہتے تو میں ایوان کو adjourn کرتا ہوں۔

Law Minister Sahib, then I adjourn the House, if he is interfering like this, Senator Ali Zafar Sahib.

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: دوبارہ سے اپنی بحث شروع کرتے ہوئے، میرا point یہ تھا کہ ابھی جو قانون ہے اس کے تحت NAB عدالت جب فیصلہ کرتی ہے تو معاملہ High Court تک جاتا ہے۔ High Court کے بعد آئین کہتا ہے کہ High Court کا اگر فیصلہ کسی کو پسند نہیں تو وہ leave to appeal کے ذریعے Supreme Court تک چلا جاتا ہے، جو ہماری Supreme Court Of Pakistan ہے۔ عام criminal case ، سارے cases اس طرح Supreme Court میں جاتے ہیں اور ultimate فیصلہ وہ کرتی ہے۔ اب ایک آئینی عدالت بنائی گئی جس کا خاص کام یہ تھا کہ اگر آئین کے کوئی معاملے ہوں، constitutional معاملے ہوں، کوئی fundamental rights ، بنیادی حقوق کے معاملے ہوں تو یہ Constitutional Court بنائی گئی ہے کہ اس کے اندر یہ والے معاملے High Court سے direct چلے جائیں گے۔

مجھے یہ یاد ہے کہ Law Minister Sahib and honourable Leader of the House نے Floor of the House پر speech کی تھی اور باقی سارے لوگوں نے بھی جو چھبیسویں اور ستائیسویں ترمیم کی حمایت کر رہے تھے، انہوں نے کہا تھا کہ ہم آئینی عدالت اس لیے بنانا چاہ رہے ہیں کہ جو عام criminal cases ہیں وہ Supreme Court of Pakistan میں جائیں اور جو آئینی عدالت کے cases ہیں وہ آئینی عدالت میں جائیں۔ اب یہ ہو رہا ہے کہ Imran Khan صاحب کے NAB کے cases کے فیصلے ہو چکے ہیں جن کا trial جیل میں ہوا تھا۔ اب ان کی appeals لگ رہی ہیں High Court میں اور جو بھی High Court کا فیصلہ ہوتا ہے اس کے بعد معاملہ جانا تھا Supreme Court of Pakistan کے پاس۔ اب یہ کیا amendment لے کے آ رہے ہیں کہ وہ appeal بجائے Supreme Court of Pakistan کو جانے کے، وہ appeal آئینی عدالت کو جا رہی ہے۔ حالانکہ آئینی عدالت کے ساتھ اس قسم کے عام criminal case کا کوئی تعلق نہیں۔ اس سے میں کیا یہ تاثر لوں؟ پہلے پڑھ دیتا ہوں 32 (A) اور پھر میں وہ تاثر بتا رہا ہوں جو میں لے رہا ہوں اور جو public لے گی اور جو شاید حقیقت بھی ہے اور جب وہ حقیقت سامنے آئے گی تو آپ جس طریقے سے قانون پاس کرنے جا رہے ہیں، اس قانون کا نظر آ جائے گا کہ کس کے against ہے اور کس کے نہیں ہے۔ 32 (A), second appeal کیا کہتی ہے؟ جو amendment ابھی آئی ہے Private Member Bill

Any person convicted or the Prosecutor General Accountability if so کے ذریعے؟ directed by the Chairman NAB, aggrieved by the decision made by the High Court under Section 32 may prefer a second appeal to the Federal Constitutional Court within period of 30 days, یعنی کہ اب وہ Federal Constitutional Court کو appeal جائے گی۔

اب میں یہ کہنا نہیں چاہتا لیکن تاثر کیا مل رہا ہے؟ اور یہ میں بڑے نپے تُلے الفاظ میں بیان کروں گا کیونکہ میں خود ایک وکیل ہوں اور مجھے سمجھ ہے کہ عدالتوں کی کیا respect ہوتی ہے۔ لیکن اس قانون کے ذریعے اور اگر آج یہ Senate پاس کرے گی تو ہم خود عدالتوں کا وقار کم کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ لگتی ہے کہ Supreme Court of Pakistan حکومت کے ہاتھ میں نہیں ہے اور Supreme Court of Pakistan نے فیصلہ کرنا ہے appeals کا انصاف اور قانون کے مطابق۔ اب یہ والے cases اٹھا کے جب آپ Constitutional Court میں لے کے جاتے ہیں، جس کا کوئی تعلق نہیں ہے عام criminal case سے، تو تاثر یہ ملتا ہے کہ آپ ایسے Court میں لے کے جانا چاہ رہے ہیں جہاں آپ کا شاید کوئی control ہو۔ یہ میں بڑی نپی تُلی بات کر رہا ہوں اور جو تاثر مل رہا ہے اور میری بات سچ اس لیے بھی ثابت ہوئی ہے کہ جس طرح یہ حکومتی نمائندے ایک دم اٹھے، ایک دم اٹھ کر شور مچانا شروع کیا، اس سے نظر آتا ہے کہ میری بات چبھی ہے۔ میری بات کیوں جا کر چبھی ہے؟ کیونکہ سچ ہے اور سچ چبھتا ہے۔ اب بول لیجیے، میں تو آج بھی بولتا ہوں۔ اب second appeal, میری اپنے Senators, Parliamentarians سے request یہ ہے اور میں اپنے دل سے یہ بات کر رہا ہوں کہ میں بہت عزت کرتا ہوں ہر ایک کی جو بیٹھے ہیں، چاہے شور مچائیں یا نہ مچائیں، لیکن ہر ایک بڑا باعزت اور بڑا intellectual بندہ ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ اپنے ضمیر سے، اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ کیا آپ کو یہ نہیں نظر آتا؟ آپ کو اس قسم کا قانون منظور ہے؟

دوسرا interesting amendment اس میں ایک اور ہے اور اس amendment کے بارے میں، میں آپ کو ایک suggestion بھی دیتا ہوں، یہ کہتے ہیں کہ Chairman NAB کے لیے قانون بنا ہوا ہے کہ Leader of the House and Leader of the Opposition بیٹھ کر فیصلہ کریں گے کہ Chairman NAB کون ہوگا اور existing

Chairman کی مدت شاید مارچ میں ختم ہو رہی ہے۔ ضروری یہ تھا کہ قانون کہتا ہے کہ ایک مہینہ پہلے Leader of the House and Leader of the Opposition بیٹھ کر فیصلہ کریں کہ کس کو NAB کا Chairman بنانا ہے، وہ process نہیں ہو رہا۔ اس کے بجائے قانون میں یہ آگیا ہے اور amendment یہ لے کر آرہے ہیں کہ جناب! تین سال کے لیے آپ Chairman کو extension دے دیں، جو Federal Government چاہتی ہے کہ اس کو تین سال کے لیے مزید Chairman بنا دے۔

تو میں بڑی محبت کے ساتھ آپ کو suggest کرتا ہوں کہ ایک آسان قانون بنائیں جس کے تحت آپ جتنے عہدے دار چاہتے ہیں، جس جس جگہ پر چاہتے ہیں چاہے وہ Chief Election Commissioner ہو، چاہے وہ Chairman NAB ہو اور جتنے بھی عہدے ہیں سب کو تاحیات کر دیں۔ یہ سب سے بہتر چیز ہے کیونکہ Federal کی یہ جو تین تین سال کی extension دینا، کیوں ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں؟ کیوں اس طرح کے قوانین لے کے آرہے ہیں؟ آپ یہ کر دیں۔

جناب چیئرمین: .It is Opposed وزیر صاحب نے oppose کیا ہے۔

سینیٹر سید علی ظفر: قوم ان سے یہی expect کرتی ہے جو میں recommend کر رہا ہوں، Form 47 والے جو لوگ آتے ہیں، جب آپ لوگوں کو represent نہ کریں، جب آپ Assemblies میں کسی اور طریقے سے آئیں تو پھر اس قسم کے قوانین ہی لے کر آتے ہیں۔ خدارا میری یہ request ہے کہ اس طرح کا bulldozing والا process بھی نہ اپنائیں اور یہ قانون بھی نہ اپنائیں۔ ابھی Leader of the House نے جس طرح مجھے کہا، میری ان کے لیے بہت زیادہ respect ہے۔ انہوں نے بڑی مشکلات بھی دیکھی ہیں اور وہ جو بات کرتے ہیں بڑی reasonable بات کرتے ہیں اور جس طرح وہ explain کرتے ہیں بہت سی چیزیں سمجھ میں آجاتی ہیں۔ لیکن ان کا یہ کہنا کہ ہم نے کیا کیا، آپ نے کیا کیا، دس سال پہلے کیا ہوا، بیس سال پہلے کیا ہوا، bulldozing اس وقت بھی ہوتی تھی، bulldozing اب بھی ہوتی ہے، یہ میں ان سے expect نہیں کرتا۔ کیونکہ انہوں نے ہمیشہ یہ کہا ہے، ان کو یہ کہنا چاہیے کہ جو ماضی میں ہوا غلط ہوا، ہمارا کام ہے ٹھیک کرنا۔

آج کے دن ہم بیٹھے ہیں، اس وقت آپ جو bulldozing کر رہے ہیں اور جس طرح کے قانون پاس کر رہے ہیں، پہلی بات کبھی تاریخ آپ کو معاف نہیں کرے گی، لیکن دوسری بات یہ ہے کہ پھر ہم بھی آ کر یہی کرنا شروع کر دیں گے۔ یہی کہیں گے کہ جی آپ نے اپنے زمانے میں یہ کیا تھا، اب ہم یہ کر رہے ہیں، تو خدارا یہ نہ کریں۔ (جاری ہے۔۔۔۔T10)

T10-5March2026 Naeem Bhatti/ED: Irum 1:30 p.m.

سینیٹر سید علی ظفر: (جاری۔۔۔) یہی کہیں گے کہ آپ نے اپنے زمانے میں یہ کی تھی، اب ہم یہ کر رہے ہیں تو خدارا! یہ نہ کریں، یہ نہ پارلیمنٹ کے لیے درست، نہ جمہوریت کے لیے درست ہے اور نہ ہم سب کے لیے درست ہے۔ ہم سب ماشاء اللہ عزت دار لوگ ہیں، ہمارا ایک process ہے ہم اس کے through آئے ہیں، قانون سازی کرنا ہمارا کام ہے۔ یہ اتنا اہم قانون، ایک Private Member's Bill جس دن وہ کسی جگہ پر آیا بھی نہیں، ایک private member اٹھ کر کہتے ہیں کہ یہ Bill آ گیا، حکومت اس پر واہ واہ کرتی ہے، حکومت اسے pass بھی کر دیتی ہے چونکہ حکومت کے پاس numbers ہیں وہ bulldoze بھی کر سکتی ہے، تاریخ میں اسے accept نہیں کیا جائے گا، ہم تو کم از کم اس کو accept نہیں کر سکتے، especially جب میں آپ کو دکھا رہا ہوں کہ یہ قانون one person oriented ہے اور آئین کہتا ہے کہ one person نہیں کرتا۔ اس کی اتنی کیا جلدی ہے، اسے کیوں اس طرح لا رہے ہیں، اسے کمیٹی میں کیوں نہیں بھیجا جاتا، اس پر بحث کیوں نہیں ہوتی، اس کی جلدی کیا ہے۔ اجلاس تو آتے رہیں گے، آخری دن اسے pass کرنا، اس کا صرف ایک مقصد ہے کیونکہ انہیں نظر آ رہا ہے کہ عمران خان صاحب کا ابھی تھوڑی دیر میں ہائیکورٹ سے acquittal ہونے والا ہے۔ جب وہ acquittal ہو گا تو اس کی appeal یہ Constitutional Court میں لے کر جائیں گے۔ حکومت نے یہ عجیب بات کی ہے کہ اس مرتبہ private member کو استعمال کیا ہے اور انہیں لائیں ہیں کیونکہ ان کی اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ یہ قانون خود لے کر آئیں لیکن جب یہ vote کریں گے تو پھر وہ اس کا حصہ بن جائیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ان کی بات سن لیں، no interruption..

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! آخری بات یہ ہے کہ ہم سب کو پتا ہے کہ Constitutional Court کا کیا mandate ہے؟ یہاں دونوں اطراف بڑے اچھے اچھے وکلاء بیٹھے ہوئے ہیں، بڑے مشہور وکلاء بیٹھے ہوئے ہیں، آپ ان سے پوچھ لیں کہ Constitutional Court کا mandate کیا ہے؟ جب آپ Constitutional Court کا mandate کہتے ہیں تو اس کا مطلب انہوں نے آئینی معاملات کو دیکھنا ہے تو پھر NAB کا ایک criminal case, آپ عمران خان کے case کو چھوڑ دیں، کسی شخص کا بھی case جو simple NAB کا case ہے، اس کا آئین کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ وہ تو ایک criminal case ہے، آپ اسے normal Supreme Court میں جانے دیں، آپ اسے آئینی عدالت میں کیوں لے جا رہے ہیں؟ اگر آپ نے یہی کرنا تو پھر میں آپ کو یہ کہتا ہوں کہ جتنے criminal cases ہیں، جو murder, rape and theft کی سزائیں ہیں، وہ ساری پھر Constitutional Court میں لے جائیں، پھر وہ سارے constitutional matters ہیں۔ اس کا مطلب اور logic نہیں بنتا، اپنا دماغ استعمال کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ بیٹھ جائیں، .Order in the House. Leader of the House

(مداخلت)

<u>Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House</u>

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائدِ ایوان): جناب چیئرمین! اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے، ماشاءاللہ علی ظفر صاحب کی جو expertise ہیں، ان کا جو اپنا professional experience and knowledge ہے، ہم سب اس کے معترف ہیں لیکن یہ غیر مناسب ہو گا، ابھی میرے بھائی منظور کاکڑ صاحب نے بھی کہا کہ ہم ایک Private Member's Bill کو یہ ascribe کریں، پھر یہاں درجنوں کیا کئی سو Bills آپ کے پاس Private Member's Bills pipeline میں ہیں، وہ آتے ہیں اور dispose of ہوتے ہیں۔ میری گزارش ہو گی کہ براہ مہربانی۔۔

جناب چیئرمین: میں نے expunged کر دیے ہیں اور دوسرا میں نے پورے ایوان کی رائے لی ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! چونکہ اس میں صرف three amendments تھیں، بجائے یہ کہ ہم کمیٹی میں بھیجتے، میں پھر وہی لفظ use کر رہا ہوں prima facie اس میں اچھی چیز ہے کہ جہاں ایک appeal ہوتی تھی، اب two appeals دی جا رہی ہیں۔ جہاں تک علی ظفر صاحب نے کہا کہ then why Constitutional Court? میں انہیں آئین کے مطابق تھوڑی یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ آئین کا Article 175F یہ کہتا ہے کہ؛

> Article 175F
>
> 175F. Appellate jurisdiction of the Federal Constitutional Court.— (1) The Federal Constitutional Court shall have jurisdiction to hear and determine appeals from judgments, decrees, final orders or sentences of a High Court as provided herein below —
>
> (a) where an Act of Majlis-e-Shoora (Parliament) so provides;

پہلا کیا ہے where an Act of Majlis-e-Shoora (Parliament) so provides. ابھی کیا ہو رہا ہے کہ Act of Majlis-e-Shoora (Parliament) جو ایک law ہے، اس میں معزز ممبر ایک amendment لے کر آئے ہیں کہ ایک اور اپیل دے دیں۔ ان کو ماشاء اللہ بہت اچھا تجربہ ہے اور اللہ بخشش کرے، ان کے والد صاحب کا بہت احترام تھا، ہم نے اکٹھے ان ایوانوں میں وقت گزارہ ہوا ہے، یہ کہنا کہ عدالت کسی کے control میں ہے، کوئی court کسی کے control میں نہیں ہے، even Civil Judge control میں نہیں ہوتا، اس طرح کا impression دینا۔ میں نے آئین پڑھ دیا ہے، اب بتا دیں کہ اس کا مطلب کچھ اور ہے، میں دوبارہ عرض کر دیتا ہوں؛

The Federal Constitutional Court shall have jurisdiction to hear and determine appeals from judgments, decrees, final orders or sentences of a High Court as provided herein below —

پہلا کیا ہے، میں صرف اس بحث کے حوالے سے پڑھ رہا ہوں؛ ‘Where an Act of Majlis-e-Shoora (Parliament) so provides’, اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا کہ وہاں کیوں جا رہا ہے، وہ تو آپ کا آئین اجازت دے رہا ہے۔ اگر یہ Bill pass ہوا ہے، چلیں first case scenario, ماشاءاللہ ان کا wisdom ہے، سب کچھ ہے as of today, as of now, اس ایوان سے یہ Bill pass ہو چکا ہے، اب اس کی amendment کے لیے اگر لا سکتے ہیں تو نیا Private Member’s Bill لے آئیں۔ مجھے آپ کو Rules of Business بھی سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے، I know ماشاءاللہ آپ کا تجربہ اور knowledge ہے، اس لیے میں گزارش کروں گا کہ ہم ہر چیز کو politicize نہ کریں۔

جناب چیئرمین: ابھی تو یہ قومی اسمبلی میں بھی جانا ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جی جناب! ابھی وہاں جانا ہے۔ میں وہی عرض کر رہا ہوں۔ Let’s say قومی اسمبلی سے بھی pass ہو گیا، let’s say it is enacted, تو there is always a room, bring another Private Member’s Bill, put an amendment کہ Constitutional Court والی clause کو Supreme Court of Pakistan کو کر دیں۔ دیکھیں وہ independent ہیں، ہمیں ان کا احترام بھی ہیں، ماشاءاللہ یہ خود practicing senior lawyer ہیں، جذبات کو تھوڑا control میں رکھیں اور آئین کو بھی سامنے رکھیں۔ ایک معزز ممبر Bill لے کر آیا ہے، ہم نے prima facie دیکھا ہے کہ وہ اچھی improvement ہے، ایک اور appeal دی جا رہی ہے، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ایک Bill اگر دوسرے ایوان سے بھی pass ہو جاتا ہے تو, kindly you bring another amendment, یہ تو evolution process ہے، یہ تو نہیں کہ یہ حرف آخر ہے، اس کے بعد قیامت تک اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ میری یہ گزارشات تھیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Leader of the Opposition.

Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition

سینیٹر راجہ ناصر عباس (قائد حزب اختلاف): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ، جناب چیئرمین! کسی دوست نے کہا کہ شیطان کو دور کرنے کے لیے بھی اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیم پڑھا کریں، شیطان ہر جگہ آ جاتا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر راجہ ناصر عباس: یہ پھر جو جھوٹ بولے جاتے ہیں، یہ کیسے بولے جاتے ہیں۔ شیطان خالی ایک نہیں ہے، قرآن مجید کی آخری سورت پڑھیں (عربی)، جن بھی شیطان ہیں، انسان بھی اور آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ جنوں کی آبادی انسانوں سے زیادہ ہے، وہ مسلمان بھی ہوتے ہیں۔ شیطان دو طرح کے ہیں، انسان بھی ہیں اور غیر مسلم بھی ہیں۔ کہا گیا کہ جب بھی قرآن پڑھیں تو شروع اِعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطانِ الرَّجِیم سے کریں۔ اِعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطانِ الرَّجِیم۔ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ قرآن مجید میں ہے کہ ہر انسان قیامت کے دن ذرہ برابر نیکی دیکھے گا، (عربی) اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر سچ بولنے کی کوشش کروں گا۔ (جاری------T/11)

T11–05Mar2026 Imran/ED: Waqas 01:40 pm

سینیٹر راجہ ناصر عباس (قائد حزب اختلاف): (جاری-----) خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ بولنے کی کوشش کروں گا۔ میں یہاں پر شاید قانون سازی کے حوالے سے آپ سب سے junior ہوں یا بہت لوگوں سے junior ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ قانون سازی اس لیے ہوتی ہے تاکہ معاشرے میں عدل و انصاف ہو۔ قانون کا basic فلسفہ یہی ہے کہ ہر چیز اپنی جگہ پر ہو۔ قانون سازی کے اپنے مراحل ہوتے ہیں اور قانون بھی ایسا بنے کہ society smoothly move کرے اور unnecessary hurdles بھی نہ ہوں۔ قانون سازی میں یہ کہا جاتا ہے جیسے کہ اسلام میں بھی کہا گیا کہ دین آسانیاں پیدا کرنے کے لیے آیا ہے۔ تو قانون سازی بھی ایسی ہونی چاہیے۔

بعض اوقات آپ کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ کوئی مجرم یا ملزم بچ کر نہ جائے۔ اُس وقت آپ بہت سختی کر لیتے ہیں کہ بالکل بے گناہ بھی رگڑے جاتے ہیں۔ فلسفۂ قانون میں ایک یہ سوچ ہوتی ہے کہ آپ کسی بے گناہ کو سزا نہ دیں۔ اُس وقت میں آپ کا ہاتھ ذرا کُھلا ہوتا ہے۔ قانون سازی قوانین کے فلسفے کے مطابق ہونی چاہیے تاکہ جس مقصد کے لیے قانون بنایا جا رہا ہے وہ مقصد حاصل ہو سکے۔ Timing بہت اہم ہوتی ہے لیکن timings کے حوالے سے بھی یہ لوگ Private Bills لا رہے تھے تو ہمیں بتاتے، ہمارے ساتھ بیٹھتے، discussion کرتے، ہم آپس میں بیٹھتے لیکن ہمارے ساتھ کوئی بات نہیں ہوئی۔ مجھے نہیں پتا کہ یہ قانون، کوئی روایت تو ہونی چاہیے نا تاکہ باقیوں کو بھی on board لیا جائے۔ ہم سارے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو قانون سازی کے لیے بیٹھے ہیں۔ ہمیں کوئی پتا ہی نہیں ہے اور اچانک discuss ہو جاتا ہے۔

جناب عالی! قانون اس وقت بہت بڑا مسئلہ ہے۔ یہاں وزیرِ قانون صاحب بھی بیٹھے ہیں ۔ پاکستان کے اندر شاید سب سے بڑا مسئلہ لاقانونیت ہے۔ لوگوں کو اُن کے حقوق نہیں مل رہے۔ قانون bulldoze ہو رہا ہے۔ میں نے پہلے بھی یہاں کہہ دیا ہے کہ قانون مقدس ہے۔ پاکستان کی یہ پارلیمان عوام کے لیے، عوام کی منفعت کے لیے اور ملک کے لیے جو قوانین pass کرتی ہے، ، اُن پر عمل کرنا ایسے ہی فرض ہے کہ جیسے نماز پر عمل کرنا فرض ہے، اتنا اہم ہے خداوندِ متعال اور دین کو کہ معاشرے میں نظم رہے اور order رہے۔

لیکن جناب چیئرمین، یہ بھی کوئی قانون ہے کہ کس time کسی کو گولی مارنی ہے؟ کس time کسی سے جان لینی ہے اور زندہ رہنے کا حق چھیننا ہے؟ ابھی کل پرسوں لوگوں نے مظاہرے کیے۔ یہ ذہن میں رکھ لیں کہ آیت اللہ خامنہ ای کی ایک سیاسی حیثیت ہے، وہ ایک راہ بر ہیں۔ ایک اُن کی مذہبی حیثیت ہے۔ ہمارے ہاں، اہل تشیع میں، چودہ سال کا جو بالغ بچہ ہوتا ہے اپنے زمانے کے زندہ فقیہ کی تقلید کرتا ہے۔ تقلید کا مطلب یہ ہے کہ اُس کے فتوے کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔ پاکستان سمیت دنیا میں کروڑوں اہل شیعہ لوگ دو بڑی شخصیات کی تقلید کرتے ہیں۔ ایک آیت اللہ خامنہ ای کی اور آیت اللہ سیستانی کی۔ دنیا میں اکثر جوان آیت اللہ خامنہ ای کے مقلد ہیں۔ جوانوں کا آپ کو پتا ہے۔ اب احتجاج و ظلم کیا، اُس ڈونلڈ ٹرمپ نے مارا جس کو ہم نے امن کے Nobel Prize کے لیے nominate کیا ہوا ہے۔ اب آپ کی جو بھی توجیہ ہو، آپ جو بھی توجیہ لے کر آئیں، Board of Peace میں بیٹھیں، اس بات کا لوگوں کے اندر غصہ ہے کہ ہم قاتل کے ساتھ کھڑے ہیں۔ جو قتل کر رہا ہے، حملے کر رہا ہے، دھمکیاں دے رہا ہے کہ ہم ماریں گے، ماریں گے، ماریں گے۔ امن کا قاتل، انسانیت کا قاتل، جوانوں میں غصہ ہے۔

آپ مجھے بتائیں کہ جس کو بھی کل یا پرسوں گولیاں ماری گئی ہیں، کیا ایک کا بھی criminal record ہے؟ اُن کے چہرے دیکھیں، ہم نے معصوم بچے مارے ہیں۔ ہمارے پاس اور راستے ہیں، shelling ہو سکتی ہے یا اور کچھ ہو سکتا ہے۔ وہ گاڑیاں کہاں گئی ہے کہ جن سے آپ لوگوں پر پانی پھینکتے ہیں۔ وہ کدھر ہیں؟ اُس سے کیوں نہیں پیچھے کیا گیا۔ کیوں براہ راست گولیاں ماری ہیں؟ کیوں سینے میں گولی لگی ہے؟ کیوں ایسے ہوا ہے؟ جناب کوئی جواب دہ ہے؟ کوئی قانون ہے کہ آیا وہ کسی دہشت گرد جماعت کے لوگ تھے جو، ٹھیک ہے، اُنہیں غصہ تھا، اُنہیں فلاں جگہ تک نہیں جانا چاہیے تھا لیکن کیا اُس کا جواب گولی مارنا ہے؟ قتل کرنا ہے؟ زندہ رہنے کا حق چھیننا ہے؟ اب آپ یہ کریں گے؟ اس طرف قوم کو لے کر جائیں گے؟ پھر ان جوانوں کو کوئی نہیں روک سکے گا۔ میں بھی کوشش کروں گا کہ روکوں لیکن نہیں رکیں گے۔

جناب طارق فضل چوہدری صاحب نے مجھے اسلام آباد میں بلایا، لوگ control نہیں ہوتے۔ پھر اُس کے بعد چھاپے ماریں، راستوں سے اُٹھائیں، عورتوں کو بچوں سمیت پکڑ کر تھانے میں بند کر دیں۔ جناب، اس کا کوئی قانون بنائیں کہ کب کوئی کسی کو گولی مار سکتا ہے۔ وہاں کوئی دہشت گرد جماعت حملہ آور نہیں تھی۔ وہ حملہ نہیں کر رہے تھے۔ وہ young تھے، جوان تھے۔ اُن کا مردِ تقلید مارا گیا تھا۔ اُس کو امریکہ نے مارا ہے۔ ڈونلڈ ٹرمپ نے اعلان کیا ہے کہ ہم نے مارا ہے۔ ہم نے حملہ کیا ہے۔ بجائے اس کے کہ جو کروڑوں انسانوں کے دلوں پر زخم آئے ہیں، اس پر آپ سوگ کا اعلان کرتے اور ایک دن کے لیے پاکستان کا پرچم سرنگوں کرتے۔

جناب، ایران پر ظلم ہوا ہے نا، ایران کو حق نہیں ہے کہ کسی بھی مسلمان ملک پر حملہ کرے۔ کوئی حق نہیں ہے۔ ہم سب یہ مانگتے ہیں لیکن جہاں سے اُس پر حملے ہو رہے ہیں، اُن اڈوں سے حملے ہو رہے ہیں، اگر وہ مسلمان ممالک اُن کو روک لیں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن اگر وہاں سے اُن پر حملے ہو رہے ہیں، اُنہیں مارا جا رہا ہے اور اُنہیں قتل کیا جا رہا ہے اور ابھی جنگ رُکی نہیں ہے اور وہ لگاتار مار رہے ہیں۔ ہم کہیں کہ جی یہ Gulf countries پر attack ہے۔ نہیں جناب، آپ پھر ایسا کریں کہ یہ جملہ بیان کر دیں کہ جن Gulf countries کے جن ہوائی اڈوں سے یا bases سے ایران پر حملہ ہو رہا ہے، اُن اڈوں پر حملہ کرنا جرم ہے اور ہم اُس کی مذمت کرتے ہیں۔ کہہ دیں، میں آپ کے ساتھ ہوں۔ پلیز لفظ کا غلط استعمال نہ کریں۔

دنیا بڑی خطرناک سمت میں چل پڑی ہے۔ میں International Relations کا طالب علم ہوں۔ تھوڑا بہت Political Science کو بھی پڑھتا ہوں، Geopolitics کو بھی پڑھتا ہوں۔ جناب، دنیا بڑی غلط سمت میں تباہی کی طرف چل پڑی ہے۔ آئیں، بیٹھیں، گولیاں نہ ماریں، جن کو پکڑا ہوا ہے اُن کو چھوڑیں، جن بچوں کو گھروں میں جا کر اُٹھا رہے ہیں اور جیلوں میں بند کر رہے ہیں تو آپ اُن کا تعلیمی future ختم کر رہے ہیں۔ اُنہیں کسی نے نہیں بلایا تھا۔ اُن کو کوئی نہیں لے کر آیا تھا۔ کوئی جماعت اُن کے پیچھے نہیں تھی۔ مہربانی کریں۔ یہ آپ کے بھی بچے ہیں۔ اگر پاکستان کو چلانا ہے تو پھر آپ کو پاکستان کے عوام کا sentiment دیکھنا پڑے گا۔

ہم قرآن کو ماننے والے ہیں۔ قرآن کہتا ہے جس پر ظلم ہو گا اُس کے مقابلے میں ہوں گے اور مظلوم کے ساتھ ہوں گے۔ یہ دین ہے، یہ قرآن ہے اور یہ اسلام ہے۔ رسول پاک ﷺ کی حدیث ہے (عربی) اگر کوئی کسی مظلوم کی آواز سنے اور وہ مسلمانوں کو پکار رہا ہو اور اگر آپ اُس کا جواب نہ دیں اور اُس کی مدد نہ کریں تو، یہ حدیث ہے، پھر آپ ویسے مطلوبہ مسلمان نہیں ہیں کہ جیسا ایک مسلمان کو ہونا چاہیے۔ جناب، ہمارا دین

کہتا ہے کہ مظلوم کا ساتھ دو۔ غزہ پر ظلم ہوتا رہے اور ہم چپ رہیں۔ یہ سارے اس لیے مارے گئے ہیں، سید حسن، ایران میں راہ بر، حضرت آیت اللہ حسینی خامنہ ای کیوں مارے گئے ہیں کہ وہ فلسطین کے مظلوموں کے ساتھ تھے اور Greater Israel کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔

جناب، یہ پاکستان کی بھی جنگ ہے، مسلم اُمہ کی بھی جنگ ہے، ہر کسی کی جنگ ہے۔ مہربانی کریں، خدا کے لیے پاکستان کے عوام کو جوڑیں۔ پاکستان کے عوام کو اکٹھا کریں۔ ایسا کام نہ کریں کہ جن سے مزید دراڑیں پیدا ہو جائیں۔ خدا گواہ ہے کہ اس وطن کی خاطر اور اس وطن کے بیٹوں کی خاطر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اکٹھے ہو جائیں۔ ہم لاتعلق نہیں رہ سکتے بلکہ اگر ہم لاتعلق ہو کر سوچیں کہ ہم محفوظ رہ سکیں گے تو نہیں، کل خدانخواستہ بلوچستان میں حالات خراب ہونا شروع ہو جاتے ہیں جیسے وہ عراقی کردستان میں کر رہے ہیں۔ ہم لوگ پھر کدھر جائیں گے۔

میں appreciate کرتا ہوں، کل یا پرسوں یہاں پر کہا گیا کہ ہم اپنی سرزمین کسی کے خلاف استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ یہ best فیصلہ ہے۔ یہ ہونا چاہیے۔ اسی طرح سے قوم کو اور اپنے لوگوں کو onboard لیں۔ ہم اس وطن کے بیٹے ہیں۔ اس وطن کے لیے جان دے دیں گے۔ امام جعفر صادق کی حدیث ہے کہ یہ خاک، یہ مٹی، یہ ہمارا ایمان ہے۔ ہم اس پر جان دے دیں گے، مر جائیں گے، اس کے لیے لڑیں گے اور ان شاء اللہ دشمنوں کو ناکام بنائیں گے۔ لیکن جوانوں کو گولیاں نہ ماریں۔ ہمارے بچوں کو گولیاں نہ ماریں۔ وہ کسی دہشت گرد جماعت کے لڑکے نہیں تھے۔ اس لیے اُن سے اگر خدانخواستہ کوئی غلطی ہوئی ہے تو اُس کا result گولی نہیں ہوتا ہے، قتل نہیں ہوتا ہے۔

اس کا مجھے کوئی قانون بتائیں کہ کس قانون کے تحت، جن کا کوئی criminal record نہیں ہے، کوئی اسلحہ اُٹھانے والی جماعت نہیں ہے، وہ young لڑکے تھے، غصے میں چلے گئے اور اگر دکھایا گیا کہ وہاں پر ایک لڑکا fire کر رہا ہے، پھر کیا وہ fire کرنے والا لڑکا hit ہوا؟ وہ کون تھا؟ کہاں سے آیا تھا؟ اُس کو کیوں نہیں hit کیا گیا؟ پھر وہ کیوں بچا ہے؟

میرے خیال میں وطن میں بہت ظلم ہو رہا ہے۔ جناب چیئرمین! خدارا، اس کا راستہ روکیں۔ کروڑوں جوان پہلے ہی ناراض ہیں۔ پہلے ہی اُن کے دکھ درد بہت زیادہ ہیں۔ ابھی یہی جنہوں نے Bill پیش کیا ہے، وہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے ملک کے اندر more than 60

percent جوان ہیں۔ ساٹھ فیصد سے زیادہ جوان ہیں۔ یہ اللہ کا لشکر ہے، یہ اس ملک کی strength بن سکتے ہیں۔ جن کی عمریں below thirty years ہے۔ اگر پینتیس سال کی عمر والوں کو بھی شامل کر لیں تو وہ بھی جوان ہوتا ہے تو جناب، یہ لوگ بہت زیادہ ہیں۔ یہ ہماری بہت بڑی طاقت ہے۔ آپ ان سے اور اپنی عوام سے نہ لڑیں، ان کو نہ ماریں۔ ان جوانوں کو نہ ماریں۔ ان سے بات کریں۔ Prime Minister بات کریں، ٹیلیویژن پر بات کریں، گفتگو کریں، لوگوں کو onboard لیں اور لوگوں کو احتجاج کرنے کا موقع دیں۔ احتجاج کرنے سے ملک کی soft ساخت میں اضافہ ہوتا ہے۔ Control کریں۔ جو stakeholders ہیں، اُن سب کو onboard لیں۔ اچھے طریقے سے پُرامن احتجاج ہو۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ پُرامن احتجاج ہو۔ ہم اپنی جماعت کی طرف سے پورے پاکستان میں احتجاج کرتے رہے ہیں لیکن کبھی کسی کو پتھر بھی نہیں مارا۔

میں یہاں کہہ دوں کہ پنجاب کی حکومت نے وہاں پر بہترین handling کی ہے۔ کم از کم اس معاملے میں اُن سے سیکھیں۔ اُنہیں نے وہاں پر کسی کو گولی نہیں ماری اور کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ اتنا جلدی temperament loose ہو جاتا ہے کہ بندے کو گولی مار دو۔ آپ کو کس نے حق دیا ہے؟ اس کا کوئی قانون ہے؟ یا تو وہ اسلحہ لے کر آئیں تو اُٹھائیں اور حملہ کریں۔ ٹھیک ہے۔ (جاری----T12)

T12-05March2026 Abdul Ghafoor/ED: Waqas 1:50 PM

سینیٹر راجہ ناصر عباس: (جاری---) کس نے حق دیا ہے آپ کو؟ اس کا کوئی اقانون ہے؟ یا تو وہ اسلحہ لے کر آئیں تو اٹھائیں، حملہ کریں۔ ٹھیک ہے۔ آپ کے پاس صرف دوسرا سوال ہے کیوں راستے میں container نہیں لگائے گئے؟ کیوں؟ ذرا سا باقی ہوتا container لگتے اور راستے بند ہو جاتے۔ کیوں نہیں بند کیے گئے راستے؟ کیوں چھوڑا گیا؟ اس طرح تھا پھر۔ ٹھیک ہے container نہیں ہیں۔ ذرا سا مسئلہ ہو container کھڑے ہو جاتے ہیں، راستے بند ہو جاتے ہیں، لیکن نہیں ہیں۔ کیوں؟ یہ نالائقی کس نے کی ہے؟ کون پوچھے گا؟ کون جواب دے گا؟ قاتلوں سے کون پوچھے گا؟ جنہوں نے security کو صحیح طرح سے ڈیل نہیں کیا۔ کیوں؟ کس نے جرم انجام دیا یہ؟ کون پوچھے گا؟ ہم مطالبہ کرتے ہیں ان قاتلوں کا پتا چلایا جائے کس نے گولیاں ماری ہیں؟ اور گولیاں وہاں ماری ہیں جہاں بہت دور پیچھے آگے لوگ تھے۔ ان کے سر پر گولیاں لگی ہیں۔ میں نے جن بچوں کو بھیجا، مولانا کو بھیجا، اس کے ساتھ ایک جوان کو بھیجا جاؤ، وہاں لوگوں کو control

کرکے پیچھے لاؤ۔اس لڑکے کو بھی گولی مار دی گئی وہ بھی شہید ہو گیا ہے۔اس کی لاش نہیں مل رہی تھی بڑی مشکلوں سے سفارشوں سے ہم نے اس کی لاش لی۔ اس طرح سے صورت حال نہیں چلے گی۔ پاکستان کے عوام پہلے ہی پریشان ہیں، مہنگائیوں کے، ہزار قسم کے دکھ دردوں میں۔

جناب والا! یہاں ایک محترم سینیٹر صاحب نے کہا، دیکھیں، اہل سنت ہمارے بھائی ، ہماری جان ہیں، ہماری جان ہیں، روح ہیں ہماری۔ یا امام ابو حنیفہ رحمت اللہ کے پیروکار، یا امام شافعی، یا امام مالک، یا احمد بن حنبل رحمت اللہ علیہ۔ایسے ہی سمجھیں آیت اللہ خامنہ ای اہل تشیعوں کا امام ابو حنیفہ تھا۔ سیاسی حیثیت الگ کر دیں، وہ مرجع تقلید تھا۔اس کے فتویٰ۔جیسے امام خمینی مرجع تقلید تھا، جیسے سیستانی عدل اللہ ہوئی مرجع تقلید تھا۔ اس کے فتوے پر عمل کرتے ہیں، حج کرتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں۔تمام زندگی کے امور چودہ سال کے بچے سے شروع ہوتے ہیں۔ اپنے لوگوں کو پہچانیں، قائد اعظم کے بیٹوں کو پہچانیں۔ شیعہ اور سنی نے مل کر پاکستان بنایا تھا،اس لیے کہ یہاں جیئیں گے، مریں گے، مل کر رہیں گے اور آزادی کے ساتھ رہیں گے۔نہ ہندوؤں کے control میں رہیں گے۔ ان کے اندر رہنا صحیح تھا؟گناہ تھا قرآن کی روشنی میں۔ہم آزاد رہیں گے۔ ہم ان کو اپنے اوپر کیوں مسلط ہونے دیں گے ؟

جناب والا! مہربانی کریں۔ پہلے بھی بے گھر ہو گئے ہیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی وہ بنائیں جو پاکستان کے عوام کے امنگوں کی ترجمان ہو۔ پاکستان ایٹمی ملک ہے۔ پچیس چھبیس کروڑ عوام ہیں، 60% سے زیادہ جوان ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکے گی جب یہ ساتھ ہوں گے۔ کوئی پاکستان کا بال بھی بھیگا نہیں کر سکے گا۔ایسے غیرت مند بیٹے ہمارے وطن کے اندر موجود ہیں، ان شاءاللہ، لہٰذا اس مسئلے کو حل کریں۔اس کو ختم کریں چھاپے مار رہے ہیں، پکڑ رہے ہیں۔اگر کوئی احتجاج کرتا ہے ان کے ساتھ بیٹھیں۔ پرامن احتجاج کرنے دیں ان کے راستے کھولیں۔ایک دن، دو دن، دس دن، بیس دن بلاآخر کر چیزیں normal ہونے کی طرف چلی جاتی ہیں۔اس میں آپ کی عزت ہے، وقار ہے، قانون کی عزت اور وقار ہے۔ لوگوں کی بھی عزت اور وقار ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : اس کے بعد، JUI کی طرف سے۔

Senator Kamran Murtaza

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! NAB Ordinance کے حوالے سے اس نے اپنے سابقہ record کو برقرار رکھا۔ یعنی جس مقصد کے لیے 1999 میں Ordinance آیا تھا وہی مقصد آج بھی ہم پورا کر رہے ہیں۔اس وقت بھی اس کے پیچھے اس amendment کا کوئی مقصد تھا اور آج بھی اس کے پیچھے کوئی مقصد ہے۔ میرے لیے بہت محترم ہیں Private Member Bill کے طور پر آیا۔ پیش کرنے والے بھی بہت محترم ہیں، میرے اپنے صوبے سے تعلق رکھتے ہیں۔مگر سوال یہ ہے کہ Bill Private Member نے پیش کیا، کیا آج کے agenda میں شامل تھا؟ اگر آج کے agenda میں شامل نہیں تھا تو کیا کوئی اور Private Member میرے جیسا ایک عام شخص یا میرے جیسے عام شخص اور بھی بہت سارے ممبرز ہیں۔ کیا اس طرح سے ایوان میں لا سکتے تھے؟ جواب سب کے ذہنوں میں آیا ہوگا اس کا وہی جواب ہے۔

جناب چیئرمین! ایسا ہے کہ ہم سارے تاریخ کے کٹہرے میں کھڑے ہیں۔ جب 1999 میں NAB Ordinance کے آنے کی بات کرتے ہیں یا اس سے جو نتائج نکالے گئے آج اس حوالے سے لوگوں کے ذہنوں میں کوئی نام آ جاتے ہیں۔اس کے بعد بھی ہم جو کچھ کریں گے وہ نام لوگوں کے ذہنوں میں آئیں گے اور لوگوں کے ذہنوں میں رہیں گے۔دو بہت اہم amendments مگر اس سے پہلے میری بہن نے یہاں پر universities کے حوالے سے جب بات ہو رہی تھی تو انہوں نے کہا کہ Federal Government کے پاس ایک committee بن جائے گی اور وہاں جایا کرے گا۔ یعنی university بنانے کے لیے آپ اتنا سخت mechanism کریں گے، مگر ایسا معاملہ جو کہ انتہائی disputed رہا ہے 1999 کے بعد سے آج تک، اس کے لیے نہ کسی committee کی ضرورت، نہ کسی معاملے کو agenda میں آنے کی ضرورت، نہ اس پر debate کی ضرورت، اور نہ اس کے اوپر کسی غور کی ضرورت۔ جب ہم غور کیے بغیر معاملہ اور اس کو اس طرح سے pass کر دیں گے، مجھے اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ عمران خان کی appeal آئے گی یا کسی اور صاحب کی مگر جو کچھ ہوگا وہ انصاف کے منافی ہوگا۔ آج تک دو باتیں تھیں اس میں دو چیزیں بہت اہم ہیں۔ایک چیئرمین نیب کی extension کی بات ہے وہ شاید چند دن میں فارغ ہونے والے تھے اور دوبارہ جو چیئرمین نیب لگتے اس کے لیے ایک mechanism موجود تھا۔ اس mechanism کو ہم violate کر رہے ہیں۔اس میں opposition کی ایک مرضی بھی شامل تھی مگر یہاں پر اس Bill کے ذریعے آج اپوزیشن minus

ہو گئی ہے۔ یہ بالکل درست نہیں ہوا۔ جس نے بھی آپ کے دور میں شاید ہوا تھا کہ اس میں جب opposition کا چیئرمین کے لیے consent شامل کیا گیا تھا اس کو آج اس طرح سے directly یا indirectly نکال دینا یہ انصاف کے منافی ہوگا۔

دوسرا کام اس کے ذریعے کیا گیا ہے، right of second appeal دینا شاید کسی کو problem نہ ہوتا کیونکہ پہلے petition file ہوتی تھی اب petition کی بجائے right of second appeal بن گئی ہے۔ میں اور علی دوسرے lawyers ہیں اس بات کو جانتے ہیں کہ appeal میں scope زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر آپ کے ساتھ forum بدلی کر دیا۔ جب forum بدلی کر لیا تو ایک ایسی عدالت جس کی تشکیل کے اوپر بہت سے سوالات آج بھی موجود ہیں۔ جس کو اچھا یا برا آج بھی کہا جا رہا ہے، اس کو آپ نے مزید disputed کر دیا ہے۔ اگر اس کو right of appeal دینا ہی تھا تو ایک مخصوص عدالت کو right of appeal دینا مناسب نہیں بنتا تھا۔ جس کے پاس petition جا رہی تھی اسی کے پاس مناسب بنتا تھا اور اسی کے پاس اس کو جانا چاہیے تھا۔ Supreme Court میں بجائے اس کے کہ ہم petition file کرتے، ہم کوئی constitutional provision کو invoke کرتے، ہم کوئی leave لیتے، اس کی leave to appeal ہوتی، اس میں right of second appeal دے دیتے کوئی حرج کی بات نہیں تھی۔ NAB Ordinance, 1999 مشرف صاحب کے دور میں آیا تھا جس نے نیب زادوں کو جنم دیا۔ جس کے آپ خود بھی شاید affecttee ہو گئے مگر اس کے بعد ہم نے آج کو کچھ کیا ہے وہی mindset ہے جو آج بھی 1999 سے لے کر بدلی نہیں ہوا۔ اسی کو ہم نے مزید تحفظ دیا ہے اور تحفظ ہم نے دیا ہے۔ کل کی تاریخ سب کا نام لے کر ہمارے گریبان پکڑے گی کہ آپ فلاں فلاں لوگ اس وقت House میں موجود تھے۔ آپ نے اس کے اوپر کوئی اعتراض نہیں کیا اس کو جانے دیا اس طرح سے جانے دیا جو کچھ ہو رہا ہے غلط ہو رہا ہے۔ ہم نے پارلیمنٹ کو undermine کیا ہوا ہے اس طرح سے بہت تکلیف دہ ہے۔ شاید اس کے بعد Parliament کی وہ عزت اور وہ حیثیت بھی نہ رہے۔ میرا خیال ہے کہ آج تک ہم سب کے ذہنوں میں تھی اس سے بھی کم تر ہو گئی ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: میں ایک rules quote کرتا ہوں انہوں نے کہا ہے، عبدالقادر صاحب نے move کیا تھا۔ Rules 30 ہے اور اس کا 2 ہے

No business not included in the Orders of the Day shall be transacted at any time in any sitting without the leave of the House. I quote the "leave of the House".

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! میں صرف اتنا عرض کر دوں کہ یہ کوئی ایسا اچھبے کی بات نہیں۔ میں نے دفتر سے بھی check کیا اور میرے ساتھ تو copy share کی گئی تھی، باقیوں کے ساتھ۔ کوئی چھ ہفتے پہلے Bill جمع کرایا گیا اور پھر ballot میں بھی نکلا۔ جب ballot میں Bill نکل آتے ہیں پھر اس طرح سے ایوان کی property بن جاتی ہے۔ اس نے Orders of the Day پر آنا ہوتا ہے۔ کسی وجہ سے Orders of the Day پر نہیں آ سکا۔ میرے خیال میں ہم اتنا finger pointing نہ کریں موصوف ممبر کی طرف کہ یہ لگے کہ پتا نہیں انہوں نے کون سا گناہ کر لیا۔ بہت مرتبہ Government and Private Member Bill supplementary agenda پر آتے ہیں۔ ایک چیز کی وضاحت میں پھر کر دوں کہ NAB کے قانون میں ساری debate کے بعد سمجھ آیا ہے، 1999 سے آج تک جو نیب کا قانون تھا اس کے section 32 میں صرف ایک appeal as a matter of right دی گئی تھی۔

(جاری---T13)

T13-05March2026 Tariq/Ed: Shakeel. 02:00 pm

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ۔۔ (جاری) 1999 سے آج تک جو نیب کا قانون تھا اس کے section 32 میں صرف ایک appeal as a matter of right دی گئی تھی، وہ تھی before the concerned High Court اور وہ appeal دونوں کے لیے تھی convict and Prosecutor General کہ جو بھی dissatisfied ہو وہ اپیل میں چلا جائے۔

جناب چیئرمین! Leader of the House نے section 175-F پڑھ دیا ہے جو یہ provide کرتا ہے کہ Federal Constitutional Court وہ High Courts کے orders, decrees and sentences pass by جو سزائیں دی گئی ہیں ان کے خلاف اپیل سن سکتی ہے اگر مجلس شوریٰ وہ appeal provide کرے۔ تو انہوں نے کیا کیا، انہوں نے as a matter of right ایک اور appeal provide کر دی ہے۔ اب اگر ہم ہر چیز کو person specific کریں اور ایک بندے سے جوڑیں تو قانون تو

posterity کے لیے بنتا ہے جناب، یہ تو آج سے پانچ سال، دس سال اور بیس سال بعد بھی یہی قانون رہے گا اگر آپ اسے تبدیل نہیں کرتے، یہ لوگوں کے لیے beneficial legislation ہو گی۔ سپریم کورٹ کی اپیل NAB Ordinance میں provided نہیں ہے I am stating at the floor of the House اور NAB Ordinance نکال کر اگر کوئی مجھے contradict کرا سکتا ہے، کامران صاحب یا seniors بیٹھے ہیں تو میں حاضر ہوں گا۔ بات یہ ہے کہ پہلے صرف ایک ہی اپیل ہے High Court میں، member موصوف نے provide کیا کہ 10-A کے تقاضے پورے کرنے کے لیے NAB قانون پر یہ بھی ایک criticism ہے کہ یہ ایک oppressive law ہے، یہ fundamental rights کو militate کرتا ہے، اس میں وہ حقوق نہیں ہیں جو کہ ordinary legislation میں یعنی کہ جو plenary jurisdiction کی عدالتوں کے پاس ہے، یہ زیادہ stringent ہے۔ انہوں نے کیا کہا ہے کہ ایک اور اپیل as a matter of right دے دو، جو نہیں exercise کرنا چاہتا ہو نہ کرے لیکن بغیر leave to appeal کے ایک اپیل کا forum دے دیا اور Article 175-F so provides کہ وہ سزاؤں کے خلاف بھی اپیلیں سن سکتے ہیں۔ Article 199 میں بہت سی ایسی criminal proceedings ہیں جو emanate ہوتی ہیں بشمول contempt of court کے اور many others, کئی criminal کے ایسے statutes ہیں، یہ جو Illegal Dispossession Act ہے اس کی اپیل نہیں ہے۔ یہ 199 کی writ میں decide ہوتا ہے کہ سزا درست ہوئی تھی یا غلط ہوئی تھی۔ آرمی ایکٹ یہ اپیل نہیں ہے۔ فاروق نائیک صاحب، بہت سارے Illegal Dispossession Act ہے، Army Act ہے اور کئی ایسے special criminal laws ہیں جن میں right of appeal نہیں دیا گیا تو ہم اس میں Article 199 کی writ کرکے اسے set aside کراتے ہیں یا وہ uphold ہوتی ہیں۔ وہ اپیلیں already Constitutional Court میں ہی جا رہی ہیں۔ تو logic سے بات کریں۔ ہر case کو جب آپ کسی ایک individual کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں تو پھر جب ہماری ذاتی انا، ذاتی مشاہدہ اور ہمارے ذاتی interest اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔

تو میں عرض کروں گا کہ جو legislation ہے this is for posterity اور دوسری بات یہ ہے کہ legislation stagnant بھی نہیں ہے، میں اسی کا second argument counter کروں گا، جیسا کہ Leader of the House نے کہا کہ آپ اچھی تجاویز بنا کر لے آئیں، آپ بھی Private Member Bill جمع کروائیں، ہم بیٹھ کر اسے examine کریں گے اگر آپ

House کو convince کر لیں کہ یہ اپیل یہاں نہیں ہونی چاہیے، وہاں ہونی چاہیے، دونوں ایوان majority vote سے ادھر بھیج دیں سر آنکھوں پر، ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ تو جناب اسے politicise نہ کیا جائے۔

دوسرا جناب جو علامہ صاحب نے بات کی، مجھے ڈار صاحب یہ تاکید فرما کر گئے تھے کہ پاکستان نے اس تنازعہ میں اپنے ہمسایوں کو ہمیشہ مقدم رکھا ہے، پاکستان اس خطے کے مسلم ممالک میں سے واحد مسلم ملک ہے جس نے حملے کی مذمت بھی کی، نہ صرف مذمت کی بلکہ پاکستان کے وزیر خارجہ نے within two hours اپنے ایرانی ہم منصب وزیر خارجہ جناب عراقچی صاحب سے رابطہ کیا اور یہ کوشش بھی کی کہ یہ تنازعہ نہ پھیلے اور سعودی عرب کے حوالے سے وہ جو بات کر کے گئے ہیں ان کو یہ assurance بھی دی کہ یہ زمین آپ کے خلاف استعمال نہیں ہو گی۔ آپ نے کہا کہ طاقت کا استعمال ہوا ہے، ہمیں اس بات پر دکھ ہے۔ سارے کراچی میں بھی، اسلام آباد میں بھی اور گلگت میں بھی وزیراعظم صاحب نے بھی ہدایت کی ہے کہ اس کی باقاعدہ انکوائری ہونی چاہیے۔ آپ نے بہت اچھی بات کی کہ کچھ جگہوں پر معاملہ اس حد تک نہیں بگڑا۔ اس کی کچھ وجہ یہ تھی کہ جناب یہ جو سفارتی premises ہوتے ہیں، ہم سب کو معلوم ہے، ہم میں سے بہت ساروں نے international law پڑھا ہوا ہے، جو سفارتی premises ہیں یعنی سفارت خانے کی جو عمارات ہیں، جناب وہ اس ملک کی territory ہی تصور ہوتی ہے اسی لیے ان کا جھنڈا اس پر لگا ہوا ہوتا ہے۔ جناب ہمیں بھی صبر کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔

جناب میں عرض کرتا ہوں اور میں اس بحث میں جا ہی نہیں رہا ہوں۔ میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ آئندہ کے لیے ہم سب کے لیے یہ سبق ہے، مظاہرین کے لیے بھی اور پولیس کے لیے بھی اور ریاست کو بھی اس سے بہت پہلے آہنی ہاتھوں سے نمٹنا چاہیے اور مظاہرین سے بھی ہم ہاتھ جوڑ کر اس forum کے توسط سے یہ گزارش کریں گے کہ آپ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ آپ کی حکومت آج تک پورا غیر جانبدارانہ role play کر رہی ہے اور ہم de-escalation کی پوری کوشش کر رہے ہیں، وزیراعظم صاحب کا بھی اور وزیر خارجہ صاحب کا بھی یہی بیانیہ ہے۔ کل جو پارلیمانی لیڈران کو briefing دی گئی ہے، ایک ایک چیز ان کے سامنے بیان کی گئی ہے۔ ہمیں خوشی ہوتی کہ جس طرح سے رانا ثناء اللہ صاحب نے خود جا کر اپوزیشن کو invite کیا اور اگر وہ تشریف لے آتے تو زیادہ بہتر انداز میں یہ ساری باتیں ہم وہاں پر اندر بیٹھ کے کر سکتے تھے لیکن rest assure کہ government is vigilant ہم پوری باریک بینی سے حالات سے آگاہ ہیں اور وزیراعظم صرف اس کشیدگی کی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے افغان، ایران اور خلیجی صورت حال پر دن میں دو دو meetings لے رہے ہیں۔

وزارت خارجہ میں ایک crises cell قائم کیا گیا ہے، وزیرخارجہ صاحب کو ابھی اسی وجہ سے جانا پڑا ہے کہ انہوں نے Commonwealth والے Ambassadors کے ساتھ meeting کرنی تھی، وہ معذرت کر رہے تھے ورنہ یہ ساری باتیں وہ خود کرتے۔

جناب ہم بہت ہی باریک اور بہت ہی سنگین دور سے گزر رہے ہیں، یہاں پر ہمیں یک جہتی کی ضرورت ہے، اکٹھے اور یک آواز ہو کر بات کرنے کی ضرورت ہے، یہ ہمارے internal issues ہیں، یہ amendment ہوئی ہے، یہ نہیں ہوئی، یہ کیسے ہو گئی، یہ درست ہو جائے گی، کل کو آپ کر دیں گے یا اسی دور میں آپ کے کہنے پر بھی درست ہو سکتی ہیں لیکن جناب جہاں پر بات خطے کی سالمیت اور پاکستان کی سالمیت کی بات ہے تو ہمیں پاکستانی بن کر سوچنا ہے، ہمیں ایک آواز بن کر سوچنا اور ہمیں پاکستان زندہ باد کے نعرے کے نیچے کھڑے ہونا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب Leader of the Opposition تھوڑی دیر کے لیے اگر آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: جناب بے گناہوں کو گولی مارنے کا کوئی قانون ہے کہ آپ ان کو کب گولی ماریں گے؟ لہٰذا ہم اس واقعہ پر دکھی ہیں اور اپنی اپوزیشن کو bulldoze کرکے یہ اپنے کام کر رہے ہیں، اس لیے ہم اس سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ وہ سن نہیں رہے ہیں۔

I will now read the prorogation order received from the President. In exercise of the powers conferred by Clause (1) of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate Session on the conclusion of its business on Thursday, the 5th March, 2026.

Sd/-

(Asif Ali Zardari)

President

Islamic Republic of Pakistan

(The House was then prorogued sine die)